ہفت روزہ

ترجمانِ اسلام

لاہور

نگران اعلیٰ مفتی محمود

بڑے "ملزم بھٹو کی سزا" کی خبر سن کر حرکتِ قلب بند!

ایک معاصر اخبار کا سجدہ سہو...!

اور

ڈیرہ خلافت راشدہ کانفرنس، عجیب و غریب، شاہ ولی اللہ" اسلامی ریاست کی خصوصیات، شہر شہر سے طلباء کی سرگرمیاں اور ایڈیٹر کی ڈاک کے علاوہ دیگر دلچسپ مضامین





حکیم افتخار فخر

وہ جادۂ عذاب، تمہیں اب بھی یاد ہے

ہر لمحہ پیچ و تاب، تمہیں اب بھی یاد ہے
وہ سعیِ انقلاب، تمہیں اب بھی یاد ہے

وہ دورِ نامراد، غلامی کی داستاں
یارانِ کامیاب، تمہیں اب بھی یاد ہے

ہمّت بھی تھی بلند، ارادے بھی تھے جواں
وہ عالمِ شباب، تمہیں اب بھی یاد ہے

جب سعیِ ناتمام سے حاصل تھا کچھ سکوں
وہ کیفِ اضطراب، تمہیں اب بھی یاد ہے

روشن ہے جس کے نقشِ قدم سے رہِ حیات
وہ خانماں خراب، تمہیں اب بھی یاد ہے

ہر مرحلے پہ ایک تحمّل شکن سوال
وہ دلنشیں جواب، تمہیں اب بھی یاد ہے

دریا رواں تھا سامنے، دریا رواں نہ تھا
وہ پیاس وہ سراب، تمہیں اب بھی یاد ہے

تھے تم جب آشنائے نشاطِ سپردگی
بے معنی اجتناب، تمہیں اب بھی یاد ہے

اے فخر کس عذاب سے گزری تھی زندگی
وہ جادۂ عذاب، تمہیں اب بھی یاد ہے



جلد نمبر ۲۱ شمارہ نمبر ۱۴

جمعۃ المبارک ۷؍اپریل ۷۸ء ۲۸؍ربیع الثانی

سرپرست
مولانا عبید اللہ انور
مدیر
اکرام القادری
مدیر معاون
عمیر الہاشمی

بدلِ اشتراک
سالانہ ۴۵ روپے
ششماہی ۲۳ روپے
سہ ماہی ۵۰/۱۱ روپے
فی پرچہ ایک روپیہ

یکے از مطبوعات
جمعیت علماء اسلام پاکستان

اداریہ

سزائے موت کے مجرموں سے بہتر سلوک

نواب محمد احمد خان قتل کیس کے بڑے مجرم ذوالفقار علی بھٹو کو ہائی کورٹ کے فل بینچ کی طرف سے سزائے موت سنائے جانے کے بعد سیل میں منتقل کیا ہوا ہے اور اسی طرح سے ان کے دوسرے چار رفقاء کار کو بھی۔ حکومت نے بڑے مجرم بھٹو کو جیل قوانین کے مطابقت تمام ضروری سہولتیں، اور مراعات مہیا کیں، اور ہر اعتبار سے انصاف کے تقاضوں کو پورا کیا۔

مگر بھٹو صاحب کے وکلاء صفائی خصوصاً یحییٰ بختیار صاحب... نے اس کے باوجود عدالت عظمیٰ سے یہ استدعا کرنا ضروری سمجھا کہ ان کے مؤکل ("بڑے مجرم") کو ان کی حیثیت کے مطابق مزید مراعات دی جائیں اور انہیں اس کمرے میں منتقل کر دیا جائے جس میں وہ ہائی کورٹ کے فل بینچ سے سزائے موت پانے سے قبل تھے۔ اس کے علاوہ اپنی مخصوص پروپگنڈہ مہم کو آب ودانہ فراہم کرنے کے لئے یہ بھی کہا جاتا رہا کہ بھٹو کو پھانسی کی کوٹھڑی میں ایسی جگہ رکھا ہوا ہے جہاں رات دن مچھر اور مکھیاں انہیں ستاتی رہتی ہیں اور مچھر تو اس حد تک ظلم وستم ڈھاتے ہیں کہ میرے مؤکل (بڑے مجرم) کا منہ سجا دینے میں کبھی دریغ نہیں کرتے۔

ان تمام الزامات کے سلسلے میں سرکاری وکیل جناب اعجاز حسین بٹالوی نے عدالت عظمیٰ کے سامنے صحیح صورتِ حال رکھتے ہوئے کہا کہ بھٹو صاحب کو جیل میں ہر وہ سہولت حاصل ہے جس کی جیل قوانین اجازت دیتے ہیں اور اگر مزید گنجائش بھی قوانین میں ہوئی تو اس پر بھی عمل درآمد کیا جائے گا۔ سرکاری وکیل نے عدالت کو بتایا کہ نواب محمد احمد خان قتل کے بڑے مجرم بھٹو کو حکومت نے تین سیل مہیا کئے ہوئے ہیں۔ کھانے، نہانے اور رہنے کے لئے۔ انہوں نے کہا کہ مچھر دانی۔ چائے دانی، چارپائی۔ باورچی اور پنکھوں تک کی سہولت دی ہوئی ہے۔ عدالت نے فریقین کے دلائل سننے کے بعد جو کچھ فرمایا وہ یہ ہے کہ "قانون سزائے موت کے مجرموں سے بہتر سلوک کی اجازت نہیں دیتا۔"

اس کا مطلب یہ ہوا کہ بھٹو صاحب پھانسی کی سزا سنائے جانے کے بعد بھی جیل کے اندر تمام بنیادی ضرورتوں سے متمتع ہو رہے ہیں، لیکن شور یہی کیا جا رہا ہے کہ آج بھٹو کا منہ سوج گیا، آج بخار ہو گیا، آج سر میں درد ہے، آج پیٹ میں گرانی ہے وغیرہ وغیرہ۔

موجودہ صورتِ حال کا تقاضہ یہ ہے کہ ہم مذکورہ مقدمۂ قتل کے سلسلے میں کوئی سا تبصرہ نہ کریں کیونکہ کیس ملک کی سب سے بڑی عدالت نے سماعت کے لئے منظور کرتے ہوئے تاریخ سماعت مقرر کر دی ہے اور عدالت جو بھی فیصلہ کرے گی وہی ملک کے عوام کا فیصلہ ہوگا، ان عوام کا جو ملک اور قوم سے محبت رکھتے ہیں اور عدالت عظمیٰ ایسے مؤقر ادارے کا احترام کرتے ہیں۔

لیکن اتنی ضرور گذارش کریں گے کہ بھٹو (جنہیں ہائی کورٹ کا فل بینچ سزائے موت کا حکم سنا چکا ہے) کے مؤکل کو عدالت عظمیٰ سے بھٹو کے لئے سہولتیں طلب کرنے کی استدعا کرتے ہوئے اس چھ سالہ دور کو ضرور نظر میں رکھنا چاہیئے جو بھٹو اقتدار میں عوام پر بیتا ہے اور جس میں خود جناب یحییٰ بختیار صاحب بھی برابر کے شریک رہے ہیں۔

آج اگر قانونی تقاضات عمل کے مطابق بھٹو اپنے کئے کی سزا پا رہے ہیں تو انہیں اسقدر واویلا نہیں کرنا چاہیئے اور اتنا حساس نہیں ہونا چاہیئے۔ اگر یحییٰ بختیار کا یہ احساس اس وقت اجاگر ہو جاتا جب بھٹو قوم

کے ہر طبقے پر ظلم وستم توڑ رہے تھے تو یہ احساس نہ صرف ملک اور قوم کے لیئے مفید ہوتا بلکہ خود بھٹو بھی پاداش عمل کا شکار ہو کر ان حالوں کو نہ پہنچتے۔ اس وقت تو جناب یحییٰ بختیار بھٹو کی پیشانی پر تاحیات اقتدار کا جھومر سجانے کی غرض سے عدالتوں کے اختیارات کم سے کم تر کرنے کی سعی نامحمود کرتے رہے اور آج مچھروں اور مکھیوں کی یلغار کا رونا روتے نہیں تھکتے۔

کم از کم یحییٰ بختیار ایسے ذہین وفطین آدمی کو اتنی جلدی تو وہ تمام مظالم فراموش نہیں کر دینے چاہئیں جو بھٹو شاہی میں روا رکھے جاتے رہے ہیں۔ کیا کچھ قہر وغضب اس دور بربریت میں نہیں توڑے گئے اور کس کس کو راستے کی دیوار سمجھ کر ختم نہیں کیا گیا۔

آخر یحییٰ بختیار کس قانون اور کس ضابطے کے تحت بھٹو کی حیثیت کے مطابق عدالت سے استدعا کر رہے ہیں کہ ان کے مؤکل کو مزید سہولتیں فراہم کی جائیں۔ یہ درست ہے کہ بھٹو اس ملک کے بڑے بڑے مناصب پر فائز رہے ہیں حتیٰ کہ ملک کے سب سے بڑے منصب وزارت عظمیٰ کی مسند پر بھی چھ سال تک براجمان رہے ہیں مگر دیکھنا یہ ہے کہ ان مراتب علیہ پر فائز رہتے ہوئے بھٹو نے کیا کیا ہے؟

یہ کہاں کا انصاف اور کونسی مساوات ہے کہ ماضی میں کسی بڑے منصب پر فائز رہنے والا شخص اگر انتہائی گھناؤنے جرائم کا ارتکاب کرے، تب بھی اسے وہی کچھ دیا جائے گا جس کا مستحق حکومت سے ہمائز اور قانونی اختلاف رکھنے والا ایک سیاستدان ہوتا ہے۔

بھٹو نے تو اپنے دور بربریت میں اپنے سیاسی مخالفین کو چن چن کر قتل کرایا، جیل کی کوٹھڑیوں میں بغیر مقدمہ چلائے بند رکھا۔ شاہی قلعہ لاہور اور دلائی کیمپ کو عقوبت خانوں کے طور پر استعمال کیا اور ہر اس آواز کو ہمیشہ ہمیشہ کے لیئے خاموش کر دینے کی کوشش کی جسے اپنے ناپائیدار اقتدار کے لیئے چیلنج تصور کیا۔ لہذا تاریخ اگر اپنے آپ کو دہرا رہی ہے تو اس پر رونے دھونے اور شور مچانے کی کیا ضرورت ہے؟

ذوالفقار علی لاہور

اسلام میں کوئی شخص قانون سے بالاتر نہیں ہے

احکام الٰہی میں اسلامی عدالت کو بہت اہم مقام حاصل ہے قاضیوں اور ججوں کا تقرر اسلامی حکومت کرے گی۔ جب ایک قاضی کا تقرر ہو جاتا ہے تو وہ عدالت کی کرسی پر حکومت کا نہیں بلکہ خدا اور خدا کے رسولؐ کا نائب ہوتا ہے۔ اس کے لیئے احکام شریعت کے سوا اور کوئی چیز قابلِ لحاظ نہیں رہ جاتی۔ اگر سربراہ مملکت شریعت کے خلاف کوئی قدم اٹھاتا ہے تو قاضی کا فیصلہ شریعت کی رو سے اس کے خلاف صادر ہوگا۔ کوئی بھی قانون سے بالاتر نہیں ہوتا نہ امیر اور نہ غریب۔ خواص وعام کا اسلامی عدالت میں کوئی امتیاز نہیں۔ اونچے سے اونچا شخص حتیٰ کہ خلیفۂ وقت بھی قانون کا اسی طرح محکوم ہے جس طرح ایک بیکس فقیر۔ اگر خلیفہ یا خلیفہ کا بیٹا بھی چوری کرے تو شریعت کا تقاضا ہے کہ اسکا بھی ہاتھ کاٹ دیا جائیگا۔ اگر کسی معاملے میں خلیفہ مدعی یا مدعا علیہ ہو تو عدالت میں اس کو بھی اسی طرح اور اسی حیثیت سے حاضر ہونا ہوگا جس طرح اور جس حیثیت سے دوسرے لوگ حاضر ہوتے ہیں۔ جو سزائیں کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اندر واضح طریقے پر مقرر کر دی گئی ہیں انکے نفاذ کو خلیفہ بھی رد نہیں کر سکتا۔ انصاف ہر شخص کو مفت ملے گا۔ کورٹ فیس، طلبانہ وغیرہ جس میں کوئی چیز انصاف کے معاوضے کے طور پر وصول نہیں کی جاوے گی۔ لوگوں کے مقدمات کے فیصلے ان قوانین کے مطابق کئے جاویں گے جنکو اللہ تعالیٰ نے نازل فرما دیا ہے لوگوں کے جھگڑوں کے فیصلے شریعت کے ذریعے کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق کرنا سب سے بڑا فرض اور سب سے افضل عبادت ہے۔ اگر حاکم عدالت لوگوں کے معاملات کا فیصلہ شریعت کی حدود سے ہٹ کر کرتا ہے تو وہ آخرت کے عذاب کا مستحق ہوگا۔ حاکم شرع سخت گیری بغض اور تعصب سے پاک ہوتا ہے۔

قوانین خداوندی میں حاکم عدالت کا مقام بہت اونچا ہے۔ شریعت کی رو سے قاضی کو مندرجہ ذیل صفات کا مالک ہونا ضروری قرار دیا گیا ہے۔ شرعی عدالت کے حاکم کی پاکبازی، دانشمندی اور صلاحیت مسلم ہوتی ہے۔ حاکم عدالت صاحب اجتہاد ہو، عالم باعمل ہو۔ تقویٰ شعار ہو۔ شریعت کا ماہر ہو۔ قرآنی اصولوں پر اسے عبور حاصل ہو، احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پوری واقفیت رکھتا ہو۔ وہ فقہائے اسلام، علماء کرام اور مشائخ عظام میں سے ہو۔ وہ اعلیٰ دماغی صلاحیتوں کا مالک ہو۔ عصر اوّل میں ائمہ مسلمین کا جس بات پر اجماع ہو چکا ہو اسکا علم رکھتا ہو۔ آثار صحابہ کا بھی پورا پورا علم رکھتا ہو۔ عقیدہ اور عمل میں پکا اور سچا مسلمان ہو۔ حق کے جاننے کے بعد حق کی طرف رجوع کرے۔ اسکا نفس طمع کی طرف مائل نہ ہو۔ تنخواہ اسکی اسقدر ہو کہ وہ اپنی اور اپنے اہل وعیال کی جائز ضرورت پوری کر سکے۔

سیاسی افکار

ایم ۔ آئی ۔ ملتانی

نوائے وقت کا سجدۂ سہو

ہائے اس زود پشیماں کا پشیماں ہونا

" انتخابات کا سیاسی نعم البدل کوئی نہیں ہو سکتا "

یہ نوائے وقت کی اشاعت ۱۶-۲-۷۸ کے اداریے کی پیشانی پر رقم تھا۔ یہ پڑھ کر حیرت نہ رہی یوں محسوس ہونے لگا جیسے آنکھیں غلط دیکھ رہی ہوں اور یہ اخبار نوائے وقت نہ ہو۔ انتخابات کے التوا کے بارے میں مولانا مفتی محمود کا موقف بالکل واضح تھا اور انہوں نے ٹھیٹھ جمہوری مزاج کا ثبوت دیتے ہوئے ایک لمحہ کے لیے اس کے التوا کو جائز قرار نہ دیا، بلکہ مارشل لا احکام سے اپیل کی کہ ہم بھٹو کو سیاسی میدان میں شکست دینا چاہتے ہیں اور اگر عوام دوبارہ بھٹو کو منتخب کرتے ہیں تو عوامی رائے کے احترام اور جمہوری روایات کے پیش نظر اس کو بخوشی قبول کریں گے اور ہم مارشل لا کی مدد سے بھٹو کو ختم کرنا اپنی توہین سمجھتے ہیں۔

انتخابات کے التوا کے بعد فوری طور مفتی صاحب کے اس موقف پر مخالف عناصر نے خوب پروپیگنڈہ مہم سر کی اور اس طرح خود اپنے رہنماؤں کے خلاف پی پی پی ورکروں کو زبان کھولنے کا موقع دیا اور جگ ہنسائی کا ذریعہ بنے۔

نوائے وقت کو عوام ابتدا ہی سے اپوزیشن کا اخبار تصور کرتے ہیں مگر جب اپوزیشن کے خلاف طویل اداریے پڑھتے ہیں تو ان کی حیرت کی انتہا نہیں رہتی۔

صفحہ اوّل پر تو اپوزیشن رہنماؤں کے بیانات کی سرخیاں اس طرح لگائیں گے جس سے اندازہ ہو گا کہ یہ اخبار ہی اپوزیشن چلا رہی ہے مگر اداریہ دہی ..... چنانچہ اس موقع پر بھی جب کہ قوم کی نیا ڈوب رہی تھی، اس نے اپنا فریضہ ادا کیا اور مفتی صاحب کو نظریہ پاکستان کے مخالف بنا کر ان پر الزام تراشی کی اور ان کے موقف کے خلاف اداریے پر اداریے لکھے اور آج خود وہی بات کہہ رہے ہیں کہ احتساب کو شروع ہوئے اتنا عرصہ گذر چکا ہے اور کوئی ردِ عمل اور مثبت نتیجہ سامنے نہیں آیا۔ اس طرح انتخاب میں تاخیر ہو گی جس کا کوئی سیاسی نعم البدل نہ ہو گا۔

سچ ہے کہ ہر چہ کند دانا !
کند ناداں دے بعد از خرابی بسیار

ابھی وقت زیادہ نہیں گذرا صرف چند لوگوں کے کیسز خصوصی عدالتوں کے سپرد ہوئے ہیں اور ابھی سے آپ نے واویلا شروع کر دیا ہے۔ کیا جس احتساب کو آپ فوجی اقتدار میں پورا کرانا چاہتے تھے وہ پورا ہو چکا ہے؟ بس اس موقع پر اتنا کہہ دینا کافی ہے۔

قیاس کن ز گلستان من بہار مرا

ابھی تو وقت کا دھارا تیزی سے چلے گا اور تاریخ کا قدرتی عمل اپنے آثار ماضی کے سپرد کرے گا پھر معلوم ہو گا کہ انتخاب کا نعم البدل تو اپنی جگہ مساوی البدل بھی ہاتھ میں رہتا ہے یا نہیں!

انتخاب کے التوا کے بعد ان دنوں آپ نے اور خصوصی طور پر جناب وقار انبالوی صاحب نے مفتی صاحب کو خاص طور پر نشانہ تنقید بنایا کہ ان کو سرحد کی وزارت کے خواب نظر آتے ہیں اور احتساب کی ان کے نزدیک کوئی اہمیت نہیں ہے اور ان کو نظریہ پاکستان کے مخالف بنایا۔ جہاں تک وزارت کے منصب کا تعلق ہے۔ دنیا آنکھیں رکھتی ہے وہ دن کو دن اور رات کو رات دیکھتی ہے۔ مفتی محمود وہ واحد شخص ہے جس نے اقتدار کو اپنے دروازے سے دھکا دیا۔ اقتدار سربسجود ان کے قدموں تلے تھا، مگر وہ اصولوں کی سربلندی کے لیے اس کی زنجیر چبا کر اسے ہوشیار رہے اور [illegible] سے محفوظ رہے اور نظریہ پاکستان کی جتنی حفاظت مفتی صاحب نے اپنے دورِ اقتدار کے مختصر عرصہ میں کی ہے وہ شاید نظریہ پاکستان کے واحد ٹھیکہ دار بھی اپنے طویل دورِ اقتدار میں نہ کر سکے ہوں، لیکن اس کے باوجود آپ کا قلم اٹھے گا تو مفتی محمود کے خلاف۔ خدارا کچھ سوچیے۔

کیا شراب کو حرام قرار دینا نظریہ پاکستان کے خلاف تھا، کیا شلوار قمیض کو قومی لباس قرار دینا نظریہ پاکستان کی نفی کرتا ہے۔ ؟ اپنے دورِ وزارت میں اس شخص کا چیلنج رہا اور آج بھی اس کا یہ چیلنج اپنی جگہ موجود ہے کہ ایک شخص بھی کسی پولیس والے کی گولی سے نہیں مرا۔ یہ شاید نظریہ پاکستان کو کمزور کرنے کے لیے ایسا کیا گیا۔ ؟

نظریہ پاکستان کے محافظین جس وقت ایوانِ اقتدار سے رخصت ہوئے تو فیلڈ مارشل محمد ایوب خان مرحوم دنیا کے غریب ترین ملک کا امیر ترین صدر بن چکا تھا اور یہ نظریہ پاکستان کا راگ الاپتا رہا۔ ایک طرف یہ درویش جس سادگی سے آیا تھا اسی فقیرانہ شان سے اقتدار چھوڑ گیا۔

بھٹو جسے ملک اور قوم کا دشمن قرار دیتے ہو وہ نظریہ پاکستان کا کب حامی ہو سکتا تھا۔ بھٹو کے دورِ اقتدار میں حکومت سے ٹکرانے والے گروہ کے سرخیل کون تھے جنہوں نے آگے بڑھ کر اپنی جان کو خطرہ میں ڈالا صحت داؤ پر لگائی اور پاکستان اور نظریہ پاکستان کی حفاظت کی۔ یہ لوگ پاکستان کے محاسن کو اجاگر کرنے پر دن گنے صرف کیے ہوئے ہیں اور آپ کو نظریہ پاکستان کے مخالف نظر آتے ہیں۔

لہٰذا ہمارے خیال میں آپ اتنی جلد سجدہ سہو نہ کریں اور ابھی وقت کا انتظار کریں اور پھر انتخاب کے نعم البدل یا احتساب کی پرانی رٹ لگائیں۔

بھٹو کی "سزا" سن کر حرکت قلب بند ہوگئی

انجینئرنگ کالج کراچی میں مستقبل کے بلوچستانی انجینئروں کی کسمپرسی

انجینئرنگ کالج کراچی میں بلوچستان اور سرحد کے طلباء کو زیر تعمیر ہاسٹل میں بھی رہنے نہیں دیا جا رہا ہے اور طلباء کے خلاف اسلامی جمعیۃ طلباء کے ساتھ پرنسپل صاحب بھی فریق بن گئے ہیں۔ اس بات کا انکشاف انجینئرنگ کالج کراچی میں زیر تعلیم جمعیۃ طلباء اسلام بلوچستان کے سیکرٹری جنرل غلام رسول مینگل (جو آج کل ناسازئ طبع کی بنا پر کوئٹہ میں مقیم ہیں) نے کیا ہے۔

غلام رسول مینگل کی اطلاع کے مطابق انجینئرنگ کالج میں زیر تعلیم طلباء میں سے اکثر ہوٹلوں میں مقیم ہیں۔ جن کو عارضی طور پر ہاسٹل بنایا گیا ہے لیکن بلوچستانی طلباء کے لئے ہاسٹل کا انتظام نہیں کیا گیا تھا اور بلوچستان جیسے پسماندہ صوبے سے تعلق رکھنے والے طلباء کراچی جیسے شہر میں اپنے وسائل سے کسی طرح بھی رہائش کا بندوبست نہیں کر سکتے تھے۔ درایں اثنا "گلشن اقبال" میں ایک ہاسٹل تعمیر کیا گیا۔ ہاسٹل تعمیر ہو گیا لیکن اب تک اس میں بجلی، پانی، اور سوئی گیس نہیں آئی تھی کہ بلوچستان اور سرحد کے طلباء نے وہاں ڈیرہ ڈالا کیونکہ پھر انہیں امید نہیں تھی کہ ہاسٹل کے مکمل ہونے پر ان کا بھی خیال رکھا جائے گا اس لئے انہوں نے نامکمل ہاسٹل میں ہی ڈیرا جما دیا۔ تب اسلامی جمعیۃ طلباء نے شور مچایا کہ سرحد و بلوچستان کے غنڈوں نے ہاسٹل پر قبضہ کر لیا حالانکہ ہاسٹل میں رہنے والوں میں غیر ممالک طلباء بھی شامل تھے انہوں نے اسلامی جمعیۃ طلباء کی دوستی کا نظارہ کر لیا۔ بات عدالت تک پہنچی۔ جب طلباء کے نمائندوں نے مجسٹریٹ کے سامنے پیش ہو کر بیان دیا کہ ہم انجینئرنگ کالج کے طلباء ہیں مستقبل کے انجینئر، تو مجسٹریٹ صاحب نے حیرت کا اظہار کیا اور فرمایا کہ آپ کے پرنسپل صاحب نے تو رپورٹ درج کرائی ہے کہ یہ طلباء نہیں ہیں بلکہ ......؟؟ بہر حال تا اطلاع ثانی مستقبل کے انجینئر موم بتی جلا کر تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔

اپنے سابق چیئرمین مہیم خان پر بی۔ایس۔او کے کارکنوں نے حملہ کر دیا۔

پچھلی ڈائریوں میں بلوچ سٹوڈنٹس آرگنائزیشن کے متعلق لکھ چکا ہوں، کہ بلوچ سٹوڈنٹس آرگنائزیشن (B.S.O) این۔ڈی۔پی کو کالعدم نیپ کے نعم البدل کے طور پر ماننے کے لئے تیار نہیں ہے۔ اسی طرح ۱۲ مارچ ۱۹۷۷ء سے لے کر تحریک کے اختتام تک بی۔ایس۔او الگ رہی۔ اس وقت بھی بی۔ایس۔او دو گروپوں میں بٹ گئی تھی۔ ایک گروپ این۔ڈی۔پی کی طرف جھکا ہوا ہے اور دوسرا مخالف۔ مخالفت کی وجہ صرف اور صرف یہ تھی کہ این۔ڈی۔پی کا منشور بقول ان کے رجعت پسندانہ ہے۔ سیکولرزم، نیشنلزم اور سوشلزم کو منشور سے نکال دیا گیا ہے۔ اس لئے ہم اس کے ساتھ تعاون نہیں کرتے۔ ان دنوں کالعدم نیپ کے رہنما سردار عطاء اللہ خان مینگل غوث بخش بزنجو، خیر بخش مری اور میر محمد مری حیدرآباد جیل میں تھے جہاں بلوچ سٹوڈنٹس آرگنائزیشن کے دونوں گروپ ملاقات کے لئے جاتے تھے۔ اس کے علاوہ این۔ڈی۔پی بلوچستان کے لیڈر بھی حیدرآباد میں مذکورہ بالا رہنماؤں سے ملتے رہتے تھے۔ ترقی پسند گروپ یہ پروپگنڈہ کرتا رہا ہے کہ ہمارے رہنماؤں نے نہیں کہا ہے کہ این۔ڈی۔پی سے قطع تعلق برقرار رہے۔ جبکہ دوسرا گروپ اور این۔ڈی۔پی بلوچستان کے لیڈر اس بات پر زور دیتے رہے کہ مذکورہ بالا لیڈروں نے کبھی این۔ڈی۔پی کی مخالفت نہیں کی بلکہ ہمیں حکم دیتے رہے ہیں کہ بلوچستان میں این۔ڈی۔پی کی تنظیم کو مضبوط کریں۔ بہر حال یہ بحث چلتی رہی مگر ان دنوں بلوچ سٹوڈنٹس آرگنائزیشن کے چیئرمین مہیم خان بلوچ تھے جو کہ اعتدال پسند گروپ سے تھے، اور این۔ڈی۔پی کے رہنماؤں کے ساتھ انکا رابطہ تھا، مگر دوسرے گروپ کے ارکان نے جنرل کونسل میں ہنگامہ کر دیا اور مہیم خان کو برطرف کیا گیا۔ دریں اثنا حیدرآباد ٹریبونل کے خاتمے کے بعد بلوچ رہنما بلوچستان پہنچ گئے تب بھی تیز و تند نعرے لگے جبکہ غوث بخش بزنجو اور

ابو عمار زاہد الراشدی

سیاسی جماعتوں کی تعداد

حکومت اور قومی راہنماؤں کی توجہ کے لئے

چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر جنرل محمد ضیاء الحق نے گذشتہ روز لاہور میں ایک پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے سیاسی جماعتوں کی تعداد کم کرنے کی ضرورت پر زور دیا ہے اور بتایا ہے کہ اس وقت ملک میں باضابطہ طور ۶۷ سیاسی جماعتیں موجود ہیں۔

اگرچہ ان ۶۷ باضابطہ سیاسی جماعتوں میں سے بیشتر کا وجود صرف الیکشن کمیشن کی فائلوں اور بانی صدور کی ذاتی ڈائریوں تک محدود ہے تاہم عملی میدان میں سیاسی ورک کرنے والی سیاسی پارٹیوں کی تعداد بھی ایک درجن سے کم نہیں ہے اور یہ تعداد ایک آزاد سیاسی معاشرہ کی ضرورت سے بہت زیادہ ہے۔

دراصل ہمارے ملک میں سیاسی عمل تسلسل اور آزادی کے ساتھ جاری نہ رہنے کی وجہ سے سیاسی جماعتوں کو منظم ہونے اور فطری طور پر کچھ سیاسی پارٹیوں کو آگے بڑھنے کا موقع نہیں مل سکا جس کی وجہ سے غیر منظم اور غیر مربوط سیاسی گروپوں نے مذکورہ بالا صورت حال پیدا کر رکھی ہے۔ اگر یہاں سیاسی عمل تسلسل کے ساتھ آزادانہ طور پر جاری رہتا تو تین چار عام انتخابات کے بعد ملک گیر سطح پر عوام سے منظم رابطہ رکھنے والی تین چار سیاسی جماعتیں خود بخود سامنے آجاتیں اور بے عمل و غیر منظم سیاسی گروپ عملی گروپ سے "ناک آؤٹ" ہو جاتے لیکن بدقسمتی سے ایسا نہیں ہوا اور چند عہدہ داروں، منشور، دستور، ایک آدھ دفتر اور سیاسی بیانات کی کاغذی دیواروں پر قائم ہونے والی بے شمار پارٹیاں "برساتی کھمبیوں" کی طرح نمودار ہوتی چلی گئیں جس کا عملی نتیجہ یہ ہے کہ قومی درد رکھنے والے سیاسی کارکنوں کی ایک بہت بڑی تعداد مختلف سیاسی گروپوں میں بٹ کر رہ گئی ہے اور ان کی صلاحیتیں ملک و قوم کے مفاد میں صرف ہونے کی بجائے باہمی مسابقت پر برباد ہو رہی ہیں اور سب سے بڑا ستم یہ ہے کہ رائے عامہ منظم ہونے کی بجائے ان سیاسی جماعتوں کی گروہی انا کے باعث منتشر ہوتی چلی جا رہی ہے۔ مختلف مواقع پر ہم خیال سیاسی جماعتوں نے متحدہ محاذ قائم کر کے اور باہمی مدغم ہو کر بھی اس صورت حال سے عہدہ برآ ہونے کی کوشش کی ہے اور وقتی طور پر کچھ مثبت نتائج بھی سامنے آئے ہیں لیکن اس سلسلے میں سب سے بڑے تجربہ "پاکستان قومی اتحاد" کو جو "ریورس گیئر" لگا ہے اس کے پیش نظر بعض سیاسی حلقوں کے اس رجحان کو یقیناً تقویت حاصل ہوئی ہے کہ متحدہ محاذوں کا تجربہ ہمارے ہاں شاید کامیاب نہیں ہو سکتا اور غالباً سیاسی جماعتوں کی تعداد کو کم کرنے کی تجویز بھی اس پس منظر میں سامنے آئی ہے۔

جہاں تک سیاسی جماعتوں کی تعداد کو محدود کرنے کی خواہش ہے ہمارے خیال میں یہ فطری اور مناسب خواہش ہے لیکن ہم یہ عرض کرنا ضروری سمجھتے ہیں کہ اس کا فطری راستہ وہی ہے جس کا اوپر ذکر کیا جا چکا ہے کہ سیاسی عمل تسلسل کے ساتھ جاری رہے، سیاسی پارٹیوں کا دائرۂ عمل، دفتروں، پریس کانفرنسوں اور اخبارات کے دفاتر تک محدود رہنے کی بجائے رابطۂ عوام کا وسیع میدان ہو اور عام انتخابات کا کسی تعطل کے بغیر انعقاد ہوتا رہے تاکہ عوام سے براہ راست رابطہ رکھنے والی دو چار پارٹیاں سامنے آ کر قومی سیاست میں مؤثر اور مفید کردار ادا کر سکیں۔ لیکن اگر اس طویل اور صبر آزما فطری طریق کار کی بجائے کوئی "شارٹ کٹ" راہ اختیار کرنا ہی کسی "مصلحت" کے باعث ضروری ہو تو بھی ہم یہ گذارش کریں گے کہ موجودہ سیاسی جماعتوں میں سے کچھ کو باقی رکھ کر باقی کو مسترد کرنے کا اختیار صرف اور صرف عوام ہی کو حاصل ہے اور رائے عامہ کو اعتماد میں لئے بغیر اس سلسلہ میں کیا گیا کوئی بھی فیصلہ نہ تو مؤثر ثابت ہوگا اور نہ ہی دیرپا، اس لئے اس سلسلے میں ہماری تجویز یہ ہے کہ پارٹی سسٹم کی بنیاد پر ریفرنڈم کرا کے ملک گیر سطح پر رائے عامہ کا سب سے زیادہ اعتماد حاصل کرنے والی چار پارٹیوں کو قائم رکھا جائے اور باقی جماعتوں کو ان چار میں سے کسی ایک میں شامل ہو جانے کا پابند کر دیا جائے، تاکہ سیاسی جماعتوں کی تعداد میں تحدید کا یہ عمل رائے عامہ کے اعتماد کے باعث مؤثر، نتیجہ خیز اور دیرپا ثابت ہو۔

اسرائیل کی ہٹ دھرمی

اسرائیلی وزیر اعظم مسٹر بیگن کے امریکی صدر مسٹر کارٹر کے ساتھ حالیہ مذاکرات کامیاب نہیں ہو

بقیہ صفحہ ۴۰ پر

سکیں اور مسٹر بیگن نے گذشتہ روز واضح الفاظ میں کہہ دیا ہے کہ وہ نہ تو تمام مقبوضہ علاقے خالی کر سکتے ہیں نہ مقبوضہ علاقوں میں یہودی بستیوں کی تعمیر روک سکتے ہیں اور نہ کوئی ایسی تجویز قبول کر سکتے ہیں جس کا عملی نتیجہ فلسطینی باشندوں کی آزاد مملکت کا قیام ہو۔

(نوائے وقت لاہور ۳۰ مارچ ۷۸ء)

گذشتہ دنوں مصر کے انور السادات کے ساتھ اسرائیلی وزیر اعظم مسٹر بیگن کے امن مذاکرات کا آغاز ہوا تو عالمی حلقوں کا اندازہ تھا کہ شاید اسرائیل نے اپنے موقف میں کچھ لچک پیدا کرنے کا فیصلہ کر لیا ہے لیکن لبنان میں فلسطینی حریت پسندوں کے خلاف مسلح جارحیت کے ارتکاب کے بعد مسٹر بیگن کا مذکورہ بالا اعلان اس نتیجہ تک پہنچنے کے لئے کافی ہے کہ "امن مذاکرات" اسرائیل کا محض ایک ڈھونگ تھا اور وہ علاقہ میں امن کی خاطر نہ تو عالمی رائے عامہ کا احترام کرنے کو تیار ہے اور نہ بین الاقوامی ضابطۂ اخلاق کی اس کے سامنے کچھ حیثیت ہے ورنہ آزاد فلسطینی ریاست کے قیام اور عربوں کے مقبوضہ علاقے خالی کرنے سے قطعی انکار کی کوئی معقول بنیاد نہیں ہے۔ عالمی رائے عامہ بالخصوص ملت اسلامیہ کا فرض ہے کہ اس موقع پر وہ اپنی ذمہ داریوں کو محسوس کرے تاکہ اسرائیلی جارحیت کے خلاف عربوں اور فلسطینیوں کی جائز جدوجہد جلد از جلد کسی مثبت نتیجہ تک پہنچ سکے۔

بھٹو کی سزائے موت پر تبصرے:

مسٹر ذوالفقار علی بھٹو کے ایک سابق رفیق کار مسٹر معراج محمد خان نے حکومت سے اپیل کی ہے کہ عدالت عالیہ کی طرف سے مسٹر بھٹو کو دی گئی سزائے موت پر ہر قسم کے تبصروں پر پابندی لگا دی جائے کیونکہ اس سے عدالت عالیہ کے وقار پر حرف آتا ہے۔

مسٹر احمد رضا قصوری کے والد محترم نواب محمد احمد خان کے قتل کے جرم میں مسٹر بھٹو اور ان کے چار رفقاء کو عدالت عالیہ کی طرف سے موت کی سزا سنائی گئی ہے جس پر کچھ عالمی راہ نماؤں کے اظہار خیال کے باعث ملکی پریس میں اس سلسلہ میں بحث چھڑ گئی ہے اور اخبارات میں روزانہ اس ضمن میں بیانات شائع ہو رہے ہیں۔ مسٹر بھٹو اور ان کے رفقاء نے اس سزا کے خلاف عدالت عظمیٰ میں اپیل دائر کر دی ہے اس لئے ویسے بھی اس قسم کی بحث و تمحیص کی اب گنجائش نہیں رہی اور ہم ملکی اور بین الاقوامی رائے عامہ کے لیڈروں سے یہ گذارش کریں گے کہ وہ اس سلسلے میں مثبت یا منفی کسی بھی قسم کے اظہار خیال سے گریز فرمائیں کیونکہ یہ مسئلہ اس وقت ملک کی سب سے بڑی عدالت کی میز پر ہے اور عدل و انصاف کے تمام تر تقاضوں کی تکمیل کیلئے یہ ضروری ہے کہ عدالت عظمیٰ کی توجہ اس کیس کے ضمن میں غیر متعلقہ امور کی طرف نہ پھیری جائے۔

قومی حج کانفرنس:

مذہبی امور کے وفاقی مشیر مسٹر اے۔ کے۔ بروہی کی زیر صدارت ملتان میں "قومی حج کانفرنس" اخباری اطلاعات کے مطابق ۳۰ مارچ کو شروع ہو گئی ہے۔ جس میں حاجیوں کو درپیش مسائل و مشکلات کے سلسلہ میں تجاویز پر غور کیا جائیگا۔

ہمارے خیال میں "قومی حج کانفرنس" کا انعقاد ایک مفید اور مؤثر قدم ہے جس کی ضرورت کو بہت زیادہ تاخیر اور خرابیٔ بسیار کے بعد محسوس کیا گیا ہے۔

حج بیت اللہ کا فریضہ ادا کرنے کے لئے غیر ملکی باشندوں بالخصوص پاکستانیوں کو وہاں جن مشکلات و مسائل کا سامنا کرنا پڑتا ہے وہ کوئی ڈھکی چھپی بات نہ رہی جس کی سب سے بڑی وجہ ہمارے نزدیک یہ ہے کہ تعلیم و تربیت کے فقدان کے باعث پاکستانی باشندے نہ تو وہاں کے احوال اور تقاضوں کو اچھی طرح سمجھ پاتے ہیں اور نہ ہی عالمی اسلامی برادری کے ساتھ ان کا میل جول اور طرز عمل ایسا ہوتا ہے جو ایک اسلامی نظریاتی ریاست کے شہریوں کا ہونا چاہیئے اور ستم بالائے ستم یہ کہ دینی مسائل سے واجبی واقفیت بھی نہ ہونے کی وجہ سے پاکستان کے اکثر عازمین حج، حج کے ارکان و مناسک بھی صحیح طور پر ادا نہیں کر سکتے۔

اس لئے ہم وزارت امور مذہبیہ کو توجہ دلانا چاہتے ہیں کہ پاکستانی عازمین حج کو وطن سے روانہ ہونے سے قبل تمام متعلقہ امور پر تربیت دینے اور دینی مسائل سے آگاہ کرنے کا انتظام و اہتمام ضروری ہے تاکہ وہ حج کے ارکان و مناسک صحیح طور پر ادا کرنے کے ساتھ ساتھ عالم اسلام کے اس سب سے بڑے سالانہ اجتماع میں اسلام کے نام پر معرض وجود میں آنے والے ملک اسلامی جمہوریہ پاکستان کے صحیح اور باوقار نمائندے ثابت ہوں۔

عرس پر نامناسب سرگرمیاں:

ایک اخباری اطلاع کے مطابق ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ لاہور نے حضرت مادھو لال حسینؒ کے سالانہ عرس کے موقع پر گانے بجانے اور دیگر غلط حرکات پر پابندی لگا دی ہے۔

اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں نے انسانیت کی اصلاح اور خلاف اسلام رسوم کے خاتمے کے لئے جو شبانہ روز جدوجہد کی ہے شیطان لعین نے ان کی وفات کے بعد ان کے مزارات کو اسی قدر خرافات کی آماجگاہ بنایا ہے اور آج ان اولیاء کرام کے مزارات پر جو کچھ ہو رہا ہے وہ بلاشبہ وہی امور ہیں جن کے خلاف ان حضرات نے اپنی تمام زندگیاں جدوجہد میں گزار دی ہیں۔

برصغیر میں توحید کی روشنی پھیلانے اور کروڑوں خلق خدا کے پجاریوں کو ایک خدا کی چوکھٹ پر سر جھکانے کے لئے حضرت سید علی ہجویریؒ المعروف داتا گنج بخشؒ، حضرت خواجہ معین الدین اجمیریؒ اور دوسرے بزرگان دین نے جو عظیم خدمات سرانجام دی ہیں وہ تاریخ کا ایک روشن باب ہیں لیکن بدقسمتی سے آج انہی بزرگوں کے مزارات شرک و بدعات اور خرافات کا مرکز بنے ہوئے ہیں۔

کچھ عرصہ قبل جب محکمہ اوقاف قائم کیا گیا تھا تو اس کا سب سے بڑا مقصد یہ ظاہر کیا گیا تھا کہ اولیاء کرام کے مزارات کو اس قسم کی خرافات سے پاک کیا جائے مگر محکمہ اوقاف نے اس مقصد کی طرف قدم بڑھانے کی بجائے اب تک سوائے اس کے اور کچھ نہیں کیا "علماء کرام" کو ریڈیو اور ٹی۔وی کے اناؤنسروں کی طرح حکمران پارٹی کا منادی اور ڈھنڈورچی بنانے کے لئے ساری قوت صرف کر دی ہے۔

ہم ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ لاہور کے مذکورہ بالا حکم کا خیر مقدم کرتے ہوئے یہ عرض کریں گے کہ محکمہ اوقاف کو اس طرف ضروری توجہ دینی چاہیئے کہ مزارات کا منتظم ہونے کی حیثیت سے یہ ذمہ داری اسی کی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں کے مزارات کو ان خرافات سے پاک رکھا جائے جن کی تردید اور بیخ کنی کے لئے وہ ساری عمر جدوجہد کرتے رہے۔



عظیم الشان خلافت راشدہ کانفرنس — ڈیرہ اسمٰعیل خان

پاکستان کی منزلِ مقصود نظامِ خلافت راشدہ ہی کا قیام ہے : مفکرِ اسلام مفتی محمود

خلافتِ راشدہ نبوت کا تتمہ اور تکملہ ہے : عبدالمجید ندیم

مجلس تحفظ حقوق اہل سنت پاکستان کے زیرِ اہتمام ڈیرہ اسمٰعیل خان میں سہ روزہ خلافت راشدہ کانفرنس ۲۴ مارچ ۱۹۷۸ء کو شروع ہوئی۔ بعد نماز جمعہ کانفرنس کے پہلے اجلاس کی صدارت، صدر مجلس تحفظ حقوق اہلسنت پاکستان مولانا محمد عبدالشکور صاحب دینپوری نے فرمائی۔ انہوں نے اپنے صدارتی خطبہ میں، پاکستان میں واضح اکثریت اہل سنت والجماعت کے ساتھ ہونے والی زیادتیوں کا بتفصیل جائزہ لیا۔

مولانا نے فرمایا برصغیر کے لاکھوں مسلمانان اہل سنت کی قربانیوں سے وجود میں آنے والے پاکستان میں آج اہل سنت والجماعت کی حق تلفی ناقابلِ فہم ہے۔ اس کے پس منظر میں جہاں حریف کی عیارانہ سازشیں کارفرما ہیں وہاں سنی کی غفلت و بے حسی سب سے زیادہ تباہ کن ہے۔ کتنی عجیب بات ہے کہ ہندوستان۔ یمن۔ عراق۔ ایران میں وہاں کی اکثریت کے نظریات پر مبنی نصاب تعلیم رائج ہے مگر یہاں ایک چھوٹی سی اقلیت کو پچھلے دورِ حکومت میں مساوی حیثیت دے کر نصاب دینیات میں نمائندگی دے دی گئی اور حق و باطل کو خلط ملط کر کے اہلسنت بچوں کا نظریاتی مستقبل غیر یقینی بنانے کی کوشش کی گئی۔ یہ فیصلہ نہ صرف جارحانہ اور اشتعال انگیز تھا بلکہ بین الاقوامی مروجہ اصولوں کے سراسر منافی بھی۔

مولانا نے واضح کیا کہ یہ ظالمانہ فیصلہ بدلنا پڑے گا اور جداگانہ نصاب دینیات کی تدوین میں اہل سنت برادری کے ساتھ ہونے والے اس تاریخی مذاق میں جو لوگ آلۂ کار بنے رہے انہیں اہلسنت والجماعت کبھی معاف نہیں کریں گے۔

صدارتی خطبہ میں تفصیل کے ساتھ جماعت کی رسالہ کارکردگی پر روشنی ڈالی گئی اور مجلس تحفظ حقوق اہلسنت کے ساتھ جن مشائخ اور اکابرین اہلسنت نے تعاون و سرپرستی فرمائی ان کا شکریہ ادا کیا گیا۔ ڈیرہ اسماعیل خان کی مقامی جماعت کو بھی اتنی عظیم الشان کانفرنس منعقد کرنے پر مبارکباد پیش کی گئی۔

دوسری نشست بعد نماز عشاء قائد اہلسنت

شیخ الحدیث حضرت مولانا سلیم اللہ خان، امیر مجلس تحفظ حقوق اہلسنت کراچی کی صدارت میں شروع ہوئی۔ مخلص ملتانی، جناب غلام شبیر عثمانی حافظ خلیل اور شاعر اسلام سید امین گیلانی نے نظمیں پیش کیں جبکہ صدر جلسہ کے خطبۂ صدارت کے بعد ڈاکٹر معظم علی بانی تحریک خلافت لندن اور آخر میں قاری محمد حنیف صاحب ملتانی کی تقریر پر جلسہ اختتام پذیر ہوا۔ دس ہزار کے قریب حاضری رہی۔

دوسرے روز صبح نو بجے کنونشن ہوا۔ کثیر تعداد میں ملک کے کونے کونے سے آئے ہوئے علماء و کلاء اور دانشور شریک ہوئے۔ ڈاکٹر معظم علی صاحب کے علاوہ حضرت مولانا عبدالحئی صاحب جام پوری اور مولانا محمد اسلم نیازی نے خطاب فرمایا۔

۲۵ مارچ بعد نماز ظہر کانفرنس کا تیسرا اجلاس

خواجہ غلام معین الدین محمودی تونسوی کی صدارت میں ہوا جبکہ مفکر اسلام حضرت مولانا مفتی محمود صاحب اور خطیب عصر شاہ بلیغ الدین صاحب بھی شریک اجلاس ہوئے۔ حضرت مولانا خان محمد ربانی، نائب صدر مجلس مذکور کراچی کی تقریر کے بعد مجلس تحفظ حقوق اہلسنت پاکستان کے جنرل سیکرٹری مولانا سید عبدالمجید ندیم نے قراردادیں پیش کیں اور خلافت راشدہ کے عنوان سے خطاب فرمایا۔ مولانا ندیم نے کہا کہ دورِ خلافت راشدہ رسالت کا پرتو اور تتمہ و تکملہ ہے۔ پیغمبر اسلام کے جانشینوں نے جس منصفانہ معاشرہ کی تشکیل فرمائی انسانیت کے لئے اس سے بہتر کوئی معاشرہ نہیں ہو سکتا۔ وہ ایک ایسا معیاری معاشرہ ہے جس میں روٹی۔ کپڑا اور مکان بھی ہے۔ فتوحات بھی ہیں امن بھی اور باہمی انس و محبت بھی، دین بھی ہے دنیا بھی۔

آخر میں مفکر اسلام حضرت مفتی صاحب کی دعا پر یہ جلسہ اختتام پذیر ہوا۔ رات کا اجلاس باہو سلطان جھنگ کے صاحبزادہ خضر حیات کی صدارت میں ہوا۔ جناب قاری نور الحق صاحب ایڈووکیٹ نے جماعت کے صدر مولانا دین پوری ناظم اعلیٰ سید ندیم اور حافظ سلطان احمد صاحب کو اتنی عظیم الشان کانفرنس منعقد کرنے پر مبارکباد دی اور کہا کہ ایسی کانفرنسیں ملک میں دیگر مقامات پر بھی ہونا ضروری ہیں تاکہ نظام مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی تشکیل اور خلافت راشدہ کے نظام کے احیاء کی راہ ہموار ہو سکے۔ استقبالیہ کمیٹی کے جنرل سیکرٹری جنرل خواجہ محمد زاہد نے حضرت مفتی صاحب کی خدمت میں سپاسنامہ پیش کیا جس میں ان کی ملی و قومی جذبات کو سراہتے ہوئے کانفرنس میں شرکت پر شکریہ ادا کیا۔ جناب سید امین گیلانی اور عنفر بخاری نے ولولہ انگیز کلام پیش کیا اور جب مفتی صاحب کو مائک پر تشریف لانے کو کہا گیا تو بیس پچیس ہزار کے عظیم اجتماع میں تلاطم پیدا ہو گیا۔ نعرہ ہائے تکبیر اسلام زندہ باد، خلافت راشدہ زندہ باد اور پاکستان پائندہ باد کے فلک شگاف نعروں کی گونج میں برصغیر کے اس عظیم درویش نے خطاب شروع فرمایا۔ مفتی صاحب نے فرمایا طبعی علالت اور ہنگامی مصروفیات کے باوجود میں یہاں اس لئے حاضر ہوا کہ مولانا

عبدالشکور دینپوری اور مولانا عبدالمجید ندیم اور کانفرنس کے دیگر شرکاء میرے مہمان ہیں۔ مفتی صاحب نے فرمایا پاکستان کی منزلِ مقصود آئین شریعت کا نفاذ ہے جس کی حقیقی تعبیر دورِ خلافت راشدہ ہے۔ جب تک وطن عزیز میں اسلامی آئین کا نفاذ نہ ہوگا اس وقت تک ہمیں امن و سکون اور خوشحالی نصیب نہ ہوگی۔

حضرت مفتی صاحب نے تاریخ اسلام کے حوالے سے فرمایا کہ اسلام میں عدل و انصاف کے آگے امیر و غریب کا امتیاز ناقابلِ برداشت ہے۔ پاکستان کی سب سے بڑی بدقسمتی یہ رہی کہ یہاں کے بڑے لوگ چوریاں، ڈاکے اور قتل کرواتے رہے اور غریب لوگ تعزیر کی چکی میں پستے رہے مگر اب ایسا نہیں ہوگا۔ مفتی صاحب نے مجلس تحفظ حقوق اہلسنت پاکستان کی خدمات کو سراہتے ہوئے اپنے مکمل تعاون کا یقین دلایا اور ڈیرہ اسماعیل خاں میں خلافت راشدہ کانفرنس منعقد کرنے پر شکریہ ادا کیا۔

حضرت مفتی صاحب کی تقریر کے بعد خطیب عصر جناب شاہ بلیغ الدین صاحب نے اپنے منفرد انداز میں عظمت صحابہؓ بیان فرمائی اور تاریخی حقائق سے سامعین کو آگاہ کیا۔

تیسرے روز دوپہر کے اجلاس کی صدارت پہلے صاحبزادہ مولانا عزیز احمد صاحب خانقاہ سراجیہ والوں نے اور پھر الحاج سردار حافظ سعد اللہ خان میانخیل نے کی۔ حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحب اسلام آباد، حضرت مولانا محمد خان بلوچستان، قاضی عبداللطیف کلاچی، مولانا محمد حسین صاحب حیدری نائب صدر مجلس اور مولانا غلام مصطفےٰ نے خطاب فرمایا۔

رات کے آخری اجلاس کی صدارت استقبالیہ کمیٹی کے چیئرمین جناب شیخ عزیز الرحمٰن نے کی۔ انہوں نے صدارتی خطبہ میں اظہار خیال کیا۔ ان کے بعد مدیر "تبصرہ" لاہور مولانا زاہد الراشدی صاحب نے نہایت پُر مغز خطاب فرمایا۔ ان کے بعد جماعت کے مرکزی ناظم اعلیٰ سیّد عبدالمجید ندیم نے کچھ قرار دادیں پیش کیں اور کانفرنس کی اجازت دینے پر مقامی انتظامیہ کا شکریہ ادا کیا۔ نیز منتظمین بالخصوص شیخ عزیز الرحمٰن صاحب، خواجہ محمد زاہد صاحب، حافظ سلطان احمد صاحب، جناب عبدالرحیم صاحب اور محمد رمضان ثاقب صاحب اور ان کے رفقاء کار کو اس حسن کارکردگی پر مبارکباد پیش کی۔ آخری اجلاس کی حاضری تیس ہزار سے کم نہ تھی۔ ڈیرہ اسماعیل خان کی تاریخ میں یہ کانفرنس یادگار تھی جس میں کراچی۔ پشاور۔ راولپنڈی۔ لاہور۔ ساہیوال۔ مظفر گڑھ، ملتان۔ جھنگ۔ سرگودھا۔ میانوالی اور دوسرے اضلاع سے کثیر تعداد میں لوگ شریک ہوئے۔ آخری خطاب جناب شاہ بلیغ الدین نے فرمایا اور ایک بجے شب کانفرنس کا اختتام ہُوا۔

بقیہ:۔ رازداں کے قلم سے

گل خان نصیر خاموشی کے ساتھ "مینگل ہاؤس" پہنچے اب بی۔ ایس۔ او کا کوئی انتخابی کنونشن منعقد ہوا جس میں صوبائی عہدیداروں کا انتخاب بھی ہونا تھا۔ اس کنونشن میں بلوچستان بھر سے بی۔ ایس۔ او کے نمائندے آئے تھے لیکن اس دوران ایک ناخوشگوار واقعہ رونما ہوا سابق چیئرمین ہیم خان بلوچ کارکنوں کے ایک ہجوم کے ساتھ اجلاس میں گھس آئے تو ایک ہنگامہ کھڑا ہو گیا۔ مخالف گروپ کے ارکان نے چاقو نکال دیئے۔ کافی ہڑبونگ مچی اور آخر کار سابق چیئرمین کو بیچ بچاؤ کر کے نکال دیا گیا۔

....

ایک اخباری اطلاع کے مطابق سابق وزیراعظم پاکستان پیپلز پارٹی کے چیئرمین ذوالفقار علی بھٹو کو ہائی کورٹ سے دیئے گئے سزائے موت کو ریڈیو پر سُن کر سعد اللہ زرکزئی کی حرکت قلب بند ہو گئی کیونکہ احتساب کو موصوف صرف مذاق سمجھتے تھے اور ان کے وہم و گمان میں بھی نہ تھا کہ لاہور ہائی کورٹ اس طرح کا کوئی فیصلہ صادر کرے گی۔ دراصل سعد اللہ زرکزئی مسٹر بھٹو کے غم میں ہارٹ فیل نہیں ہوئے بلکہ موصوف کو اپنے اعمال یاد آئے اور اسے یقین ہو گیا کہ جب مسٹر بھٹو سزا سے نہ بچ سکے تو میری کیا حیثیت ہے۔ سعد اللہ زرک زئی نے بھٹو دورِ حکومت میں ذاتی مفادات حاصل کئے اور گوہر خان زرک زئی کے خاندان کے ۹ افراد کو قتل کرایا۔ اب اسے یقین تھا کہ اگر حالات پلٹ گئے تو....؟؟؟

عجیب و غریب

از:۔ مولوی محمد اسحٰق خان مدنی

شیخ عبدالحیٔ الحسنی لکھتے ہیں کہ ہمارے دینی مدارس میں پڑھائے جانے والے درس نظام کی ایک خصوصیت یہ تھی کہ اسمیں مدرس و معلم کے نزدیک اصل مقصود کتاب نہیں ہوتی تھی بلکہ فن اور موضوع ہوتا تھا۔ وہ کتاب کو صرف ایک ذریعہ سمجھتے تھے فن پر بحث کرنے کا۔ اسکا نتیجہ یہ ہوتا تھا کہ درس نظامی سے فراغت پانے والے لوگ صرف عالم نہیں ہوتے تھے بلکہ ایسی نادرہ روزگار اور نابغۂ عصر شخصیتوں کے مالک ہوتے تھے جنہوں نے عرب و عجم میں اپنی علمیت اور جامعیت کی دھاک بٹھادی اور ایک دنیا کو ورطۂ حیرت میں ڈالدیا چنانچہ مشہور مؤرخ عبدالقادر بدایونی اپنا ذاتی مشاہدہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ لکھنؤ میں ایک عالم تھے جنکا نام تھا اللہ داد۔ میں ایک مرتبہ ان کی خدمت میں حاضر ہوا تو انکی بعض عجیب و غریب قسم کی تالیفات دیکھیں۔ مثلاً انکی ایک کتاب ایسی تھی کہ اسکا ہر صفحہ طول و عرض دونوں کے لحاظ سے ۱۴-۱۴ سطروں پر مشتمل تھا اور اسکو جسطرف سے بھی پڑھو وہ کتاب ایسے چھوٹے چھوٹے حلقوں اور ٹکڑوں پر مشتمل ہوتی کہ ان میں سے ایک مستقل مسئلہ اور مستقل بحث سمجھ میں آتی جو ۱۴، ۱۴ علوم پر مشتمل ہوتی۔ اسی طرح انکے پاس علم نحو کی ایک ایسی کتاب دیکھی کہ اسمیں فن نحو کے مختلف قواعد و ضوابط بیان کئے گئے تھے اور وہ اس عجیب و غریب انداز سے بیان کئے گئے تھے کہ جس جملے میں قاعدہ بیان ہوتا وہی اسکی مثال بھی ہوتی یا یہ کہ بعض کتابیں ایسی تھیں کہ اگر انکے حروف و کلمات کو نقطوں کے ساتھ پڑھا جاتا تو انکا تعلق ایک الگ علم سے ہوتا اور ان کو اگر نقطوں کے بغیر پڑھا جاتا تو انکا تعلق دوسرے سے ہوجاتا۔ اگر دائیں طرف سے پڑھتے تو انکا موضوع دوسرا ہوتا اور بائیں طرف سے پڑھتے تو انکا دوسرا ہوجاتا۔ اور یہ کوئی ایک آدھ مثال نہیں تھی بلکہ اس کے نمونے کثرت سے پائے جاتے تھے جو بلاشبہ ثمرہ و نتیجہ تھا اس طرز تدریس کا جو دینی مدارس میں رائج درس نظامی کا طرۂ امتیاز تھا اور احوال و ظروف نے اس طرز اور اس مقصد و نصب العین سے روگردانی اختیار کرلی تو اسکی یہ عبقریت اور یہ اعجاز بھی رفتہ رفتہ کم ہوتا چلا گیا۔

(ماخوذ از "البعث الاسلامی" بابت رمضان المبارک ۹۷ھ ص ۸۷)

نو ۹ میں اضافہ نہ ہو سکا تو تیرہ ۱۳ میں کمی کی گئی

شمس الدین کے قتل کے احکامات بھی "ہاٹ لائن" پر دیئے گئے تھے

"جمعیۃ علماء اسلام" بلوچستان نے ہائی کورٹ میں کیوں رٹ داخل نہیں کی۔

قاتل کی شناخت کے باوجود اسے گرفتار نہیں کیا گیا

آج صبح سے دل بے چین ہے، ذہن پریشان ہے، ماحول اداس ہے اور فضا سوگوار ہے۔ تصور میں ایک مرد مجاہد کی تصویر ہے۔ لاشعور میں "رحیم یار خان" کے ایک جلسہ کا منظر ہے جس میں ایک نوجوان مائیک کے سامنے کھڑا خطاب کر رہا ہے۔ ایک جملہ آپ بھی سنیئے: "میں اپنے نانا کے دین پر اس طرح کٹ مروں گا کہ دنیا حیران رہ جائے گی۔" یہ اس کی آخری تقریر تھی اور واقعی وہ نوجوان ختم نبوۃ پر قربان ہو گیا۔ وہ بھی آج کا دن یعنی ۱۳ مارچ تھا: وہ نوجوان جس کا نام شمس الدین تھا اس نے جو کچھ کہا وہ کر دکھایا آج بھی ۱۳ مارچ ۱۹۷۴ء کا منظر آنکھوں کے سامنے ہے۔ جمعیۃ علماء اسلام کے ہی نہیں بلکہ بلوچستان کا ہر فرد اشکبار تھا، شمس الدین اسم بامسمی تھا۔ طاغوتی طاقتیں اس نوجوان کو سنگ گراں سمجھتی تھیں۔ الیکشن کے بعد نیپ جمعیۃ کی حکومت بنی۔ عطاء اللہ مینگل وزیر اعلیٰ بنے۔ دوسرے دن اسمبلی ہال کے سبزہ زار پر جلسہ تھا۔ نوجوان شمس الدین نئے وزیر اعلیٰ کو مخاطب کر کے کہہ رہے تھے کہ صوبہ سرحد میں درویش وزیر اعلیٰ مفتی محمود نے شراب پر پابندی لگائی تم بھی اس کے نقش قدم پر چلو اور امام الخبائث پر پابندی لگاؤ۔ نیپ جمعیۃ کے گورنمنٹ میں وہ نیپ کے وزراء اور گورنر کو جھنجھوڑتے رہے۔ نیپ اور جمعیۃ کی حکومت کے خاتمہ کے بعد اس نوجوان کو لالچ دیا گیا۔ آہ وہ منظر کیسا تھا کہ پی پی پی کے ایک اعلیٰ عہدیدار (جو کہ حکومت کے بھی اعلیٰ عہدے پر فائز تھا) نے مولانا مرحوم کو بلایا۔ بزعم خود سمجھایا۔ ایک چیک ہاتھ میں تھما دی جس پر دستخط تو کئے گئے تھے مگر رقم کا اندراج نہیں تھا اور کہا گیا کہ تم بھٹو کی حمایت کرو ہم تم کو بلوچستان کا وزیر اعلیٰ بنا دیں گے۔ چیک پر جتنی رقم تم چاہو لکھ لو۔ نیپ کے رکن اسمبلی محمد خان باروزئی کی طرح شمس الدین بھی وزیر اعلیٰ بن سکتے — صالح محمد کی طرح محمد صالح بن کر اپنی عاقبت کا سودا وزارت کے بدلے کر سکتے۔ مگر چیک لیکر شمس الدین نے پرزہ پرزہ کر کے اس کے منہ پر دے مارا اور یہ کہہ کر نکل گئے کہ میں زندگی میں جمعیۃ علماء اسلام سے نکل نہیں سکتا۔

یہ حربہ ناکام رہا تو پھر ڈرانے اور دھمکانے کا مرحلہ آگیا۔ "میوند" کی سرزمین شاہد ہے کہ اسلام کے اس سپوت نے اپنی جان کی پرواہ نہ کرتے ہوئے وہاں بھی اپنے موقف پر قائم رہ کر مثال قائم کی۔ آخر نو ۹ اور تیرہ ۱۳ کا جھگڑا چلا۔ بھٹو کی کٹھ پتلی حکومت کے ارکان نو تھے، جمعیۃ اور نیپ کے تیرہ۔ عجیب ریاضی تھی۔ عجیب حساب تھا کہ نو، تیرہ سے زائد تھے یا نئے حساب کا چرچا ہوا۔ اول تو ۹ میں اضافہ کی کوشش کی گئی مگر جب ۹ میں اضافہ نہ ہو سکا تو پھر ۱۳ میں کمی کی گئی۔ پہلا نشانہ شمس الدین بنے۔ یہ خبر اہل بلوچستان پر بجلی بن کر گری۔ لوگ سڑکوں پر نکل آئے۔ دفعہ ۱۴۴ نافذ کی گئی۔ لوگ اس ظلم اور بربریت کے خلاف احتجاج کر رہے تھے۔ کوئٹہ شہر کے وسط میں ۱۴ مارچ ۱۹۷۴ء کی صبح کو پولیس نے غمزدہ ہجوم کو گھیرے میں لے لیا۔ پولیس نے قندہاری بازار کو "لاک" کیا۔ ہجوم آگے بڑھتا رہا۔ آنسو گیس کی شیلنگ ہوئی۔ اگر بات یہاں تک ہوتی تو کوئی بات تھی مگر آنسو گیس کے ساتھ فائرنگ چہ معنی دارد۔ ہجوم کو منتشر کرنا تھا یا کشمیر کو فتح کرنا تھا۔ بہر حال ہمارے پولیس کے سپوتوں نے تین گھنٹے تک فائرنگ کی۔ ایک باخبر ذرائع کے مطابق چھ سو سے ہزار راؤنڈ تک چلایا گیا جو کسی محاذ پر تو ممکن ہے مگر شہر کے وسط میں اس کے سوا کچھ نہ تھا کہ عوام کو مرعوب کیا جائے۔ خالی سڑکوں پر ہوائی فائرنگ تو تین گھنٹے تک جاری رہی۔ بی بی سی کے مطابق چھ آدمی مارے گئے۔ کئی افراد کو گرفتار کیا گیا دفعہ ۱۴۴ کی خلاف ورزی میں مقدمہ چلا۔ بلوچستان کے وکلا میدان میں کود پڑے۔ تیرہ تیرہ وکلاء ایک ایک مقدمہ میں پیش ہونے کے لئے تیار ہوئے۔ جمعیۃ کی مقبولیت۔ شہید شمس الدین کی اصول پرستی نے وکلاء میں ایک عجیب سا جذبہ پیدا کیا۔ انتظامیہ نے دفعہ ۱۴۴ کی خلاف ورزی میں ۱۸۸ دفعہ کے بجائے اقدام قتل۔ ڈکیتی وغیرہ کے نو۔ نو مقدمات بنائے گئے مگر وکلاء کے ہجوم کو دیکھ کر سرکاری وکیل ایف۔ آئی۔ آر بھی نہ پڑھ سکے اور حکومت کو مقدمات واپس لینے پڑے۔ اس سے قبل قائد جمعیۃ حضرت مولانا مفتی محمود صاحب مدظلہ شہید اسلام کی فاتحہ خوانی کے

لئے کوئٹہ تشریف لائے تو اس وقت کے گورنر احمد یار خان (مرحوم) سے کہا کہ یہ مقدمات واپس لے لو تو گورنر صاحب نے کہا کہ وزیر اعلیٰ جام غلام قادر سے بات کریں۔ مفتی صاحب نے کہا کہ میں اسے غیر آئینی وزیر اعلیٰ سمجھتا ہوں کیونکہ اس سے کس طرح یہ بات کروں۔ اصل اور آئینی وزیر اعلیٰ تو عطاء اللہ ہیں۔ جمعیۃ کے ساتھی ان جھوٹے مقدمات کا سامنا کرنے کے لئے تیار ہیں مگر جام سے ہم نہیں کہیں گے۔ چند دن قبل "صحافت" لاہور کا بلوچستان نمبر نظر سے گزرا۔ اس میں بلوچستان کے ایک سابق گورنر نواب محمد اکبر خان بگٹی سے ایک انکشاف منسوب کیا گیا ہے کہ نواب اکبر بگٹی صاحب نے کہا کہ بھٹو نے "ہاٹ لائن" پر مجھے حکم دیا کہ ظہور الٰہی کو گولی سے اڑا دو۔ اس سے معلوم ہوا کہ سیاسی لیڈروں کے قتل کے لئے احکامات "ہاٹ لائن" پر موصول ہوتے تھے۔ اکبر بگٹی صاحب شمس الدین کی شہادت کے وقت گورنر نہیں رہے تھے اس لئے ان سے مولانا مرحوم کے متعلق تصدیق بے معنی ہے اور اس وقت کے گورنر احمد یار خان اس دنیا میں نہیں رہے تاکہ معلوم ہوسکے کہ کیا یہ حکم بھی "ہاٹ لائن" پر تھا یا کسی اور لائن پر؟ اکثر دوست یہ دریافت کرتے ہیں کہ مولانا مرحوم کے کیس کو ہائی کورٹ میں کیوں نہیں لے جایا جا رہا ہے تو اس کے لئے غالباً بات یہ ہے کہ اوّل تو بلوچستان میں مقتولین کی تعداد بہت زیادہ ہے اور جمعیۃ علماء اسلام ان کو نظر انداز نہیں کرسکتی۔ اگر ہو تو تمام مقتولین کے کیسوں کو ہائی کورٹ میں لایا جائے جو کہ تقریباً ناممکن ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ مولانا مرحوم کے قتل کے بعد قاتل کو شناخت کیا گیا۔ اسکا نام معلوم ہوچکا مگر اسکے باوجود اس پر کارروائی نہیں ہوئی۔ کیا عبوری مارشل لاء گورنمنٹ از خود اس کیس کی تحقیقات نہیں کرسکتی۔ بلوچستان اسمبلی کے ڈپٹی سپیکر کو دن دھاڑے جب وہ کوئٹہ سے فورٹ سنڈیمن جا رہے تھے انکی اپنی کار میں قتل کیا جانا قاتل کی شناخت، اسکے نام کا معلوم ہونا، مولانا مرحوم کی کار میں اس کو بیٹھے ہوئے دیکھے جانا، کوئٹہ سے قلعہ سیف اللہ تک متعدد گواہوں کا قاتل کو دیکھنا۔

اب اس کیس کے لئے مزید شہادتوں یا ازسرِ نو دِٹے کی ضرورت نہیں، اب تو مارشل لاء حکام خود ہی اس کیس کی تحقیقات کا بیڑہ اٹھا کر قاتلوں کو قرار واقعی سزا دے دیں۔

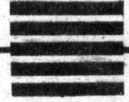
بقیہ: چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر کی خدمت میں۔

واثق کرتے ہوئے توثیق کرتے ہیں کہ ہماری اس درخواست پر ہمدردانہ غور فرماتے ہوئے تقاضا انصاف پورا فرمائیں گے۔ اس کارِ خیر میں عند اللہ اجرِ عظیم حاصل کریں گے۔ اساتذہ تنظیم المکاتب، ضلع بہاولنگر، تحصیل منچن آباد

تحریر یار محمد خانشینی حیدرآباد

اسلامی ریاست

امتیازی خصوصیات



آیئے! سب سے پہلے ہم دیکھیں کہ اسلام کی نظر میں ریاست کی ضرورت واہمیت کیا ہے۔

۱۔ ریاست کا ادارہ انسانی سماج کی ایک بنیادی ضرورت ہے اور اس کے بغیر منظم اجتماعی زندگی کا تصور نہیں کیا جاسکتا۔

۲۔ اسلام انسان کی پوری زندگی کے لیے واضح ہدایت ہے اور اس نے اجتماعی زندگی کے لیے بھی واضح رہنمائی کی ہے۔

۳۔ اسلام دین وسیاست میں کسی تفریق کا روادار نہیں۔ وہ پوری زندگی کو خدا کے قانون کے تابع کرنا چاہتا ہے۔ اور اس مقصد کے لیے سیاست کو بھی اسلامی اصولوں پر مرتب کرتا ہے اور ریاست کو اسلام کے قیام اور اس کے استحکام کے لیے استعمال کرتا ہے۔

۴۔ اسلام اور ریاست وحکومت کا اتنا قریبی تعلق ہے اور یہ ایک دوسرے سے اس طرح وابستہ ہے کہ اگر ریاست وحکومت اسلام کے بغیر ہو تو وہ ظلم اور بے انصافی کا ذریعہ بن جاتی ہیں اور ان کے نتیجے میں چنگیزی رونما ہوتی ہے:

جلال بادشاہی کا ہو کہ جمہوری تماشا ہو!
جدا ہو دیں سیاست سے تو رہ جاتی ہے چنگیزی

اور اگر اسلام ریاست اور حکومت کے بغیر ہو تو اس کی ایک حصہ پر عمل ہی ممکن نہیں رہتا۔ اس لیے ضروری ہے کہ ریاست کو اسلامی بنیادوں پر قائم کیا جائے اور حکومت اسلام کی پابند ہو اور اس کے قیام کے لیے سرگرم عمل رہے۔ آیئے اب یہ دیکھیں کہ اسلام جو ریاست قائم کرتا ہے اس کی امتیازی خصوصیات کیا ہیں۔۔؟

اصولی اور نظریاتی ریاست

اسلامی ریاست کی سب سے پہلی خصوصیات یہ ہیں کہ یہ ایک اصولی اور نظریاتی ریاست قائم کرتا ہے اور اس ریاست کی بنیاد نہ نسل پر ہے اور نہ رنگ پر اور نہ زبان پر ہے اور نہ وطن پر اور نہ محض معاشی مفاد کا اشتراک اس کی اساس ہے اور نہ محض سیاسی الحاق۔ اس ریاست کی اصل بنیاد دین ہے کہ یہ اسلامی نظریات کے علم بردار اسکی تابع اور اس کو قائم کرنے والی بنے۔ اس ریاست کی نہ متعین سرحد وعلاقہ ہوتا ہے نہ آبادی بحر وبر جہاں جاکر ختم ہوتے ہیں وہاں تک اس کی ریاست کی سرحد ہے۔ اور تمام بنی نوع انسان اس ریاست کی آبادی ہے، کیونکہ اللہ کی دنیا میں صرف اللہ کی حکومت ہوگی اور تمام بنی نوع انسان خلیفۃ اللہ فی الارض ہے۔ اور لفظ ارض میں برو بحر دونوں شامل ہیں۔ اس ریاست کے رہنمائی اور سربراہی کے لیے اللہ تعالی وقتاً فوقتاً انبیاء ورسول مبعوث فرماتے رہے اور تمام انبیاءؑ کے کے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے جن کے بارے میں قرآن پاک نے صاف اعلان فرمایا ہے کہ وہ پوری کائنات کے لیے رحمت اور بشیر ونذیر ہیں اور اس سرزمین کی حفاظت اور اس کے رہنے والوں کی فلاح وبہبود ہر لمحہ اس کے سامنے رہتی ہے، لیکن اسلامی ریاست کی امتیازی خصوصیت یہ ہے کہ وہ نظریاتی ریاست ہے اور ایک ایسے اصول کے داعی جو تمام انسانوں کے سامنے پیش کرتے ہیں:

الذین ان مکنٰھم فی الارض اقاموا الصلوٰۃ واٰتوا الزکوٰۃ وامروا بالمعروف ونھوا عن المنکر وللہ عاقبۃ الامور

(سورۂ حج)

کنتم خیر امۃ اخرجت للناس تامرون بالمعروف وتنھون عن المنکر

(سورہ آل عمران)

لقد ارسلنا بالبینات وانزلنا معھم الکتاب والمیزان لیقوم الناس بالقسط۔

(سورہ نور)

اسلامی ریاست میں قانون ریاست وحکومت پر فوقیت رکھتا ہے اور حکومت خدا کے قانون کی پابند اور اس کے تابع ہوتی ہے اور اس میں اول اطاعت یہ ہے کہ خدا اور اس کے رسول کی اطاعت ہر اطاعت پر بلند وبالا ہے۔ ہر شخص کی بنیادی وفاداری شریعت سے ہے۔ سربراہ یا ملت کی وفاداری اسی وقت تک ہے جب تک وہ خدا اور رسول کی وفادار رہے۔ اگر وہ ان سے بے وفائی کرے تو مسلمان ہرگز اس کی اطاعت کے پابند نہیں ہیں۔ اس اصول کو قرآن پاک میں اس طرح بیان کیا گیا ہے:

يا ايها الذين آمنوا اطيعوا الله واطيعوا الرسول واولى الامر منكم فان تنازعتم فى شيئ فردوه الى الله والرسول ان كنتم تومنون بالله واليوم الآخر (سورہ نساء)

اس حقیقت کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ نے اس طرح بیان فرمایا:

لا طاعة لمخلوق فى معصية الخالق۔

خالق کی نافرمانی میں کسی مخلوق کے لیے کوئی اطاعت نہیں۔

شورائی اور جمہوری ریاست

اسلامی ریاست کی دوسری خصوصیت یہ ہے کہ یہ ایک شورائی اور جمہوری ریاست ہے اور اس میں تمام انسان برابر ہیں اور رنگ و نسل کی بنیاد پر کسی خاص گروہ کو کوئی تفوق حاصل نہیں۔ وحدت آدم اور انسانی مساوات اس کے بنیادی اصول ہیں۔ قیادت کی ذمہ داری ان لوگوں کو حاصل ہوتی ہے جو پوری ملت کے معتمد علیہ ہوں اور تمام امور سلطنت میں بنیادی پالیسی باہم مشورہ سے طے کرتے ہیں۔ چنانچہ ارشاد ہے کہ:

۱۔ وشاورهم فى الامر (سورۂ آل عمران)

اور ان معاملات میں مشورہ کرو۔"

۲۔ وامرهم شورىٰ بينهم۔ (سورۂ شوریٰ)

اور ان کے امور آپس کے مشورے سے طے ہوتے ہیں"

۳۔ وتعاونوا على البر والتقوىٰ ولا تعاونوا على الاثم والعدوان

(سورۃ المائدہ)

نیکی اور تقوی کے معاملات میں تعاون کرو اور برائی اور گناہ کے معاملات میں ہرگز تعاون نہ کرو۔

حضور علیہ السلام نے ایک حدیث میں اسلامی معاشرہ کی صحیح حالت کا نقشہ اس طرح بیان فرمایا ہے کہ:-

"جب تمہارے حکام تم میں نیک اور صالح ہوں، تمہارے اہل ثروت فیاض ہوں اور تمہارے امور باہم مشورے سے طے ہوں" (صحاح ستہ)

اس لیے علماء قانون نے یہ لکھا ہے کہ شورائی اسلامی نظام کی روح اور اسکا ایک لازمی جزو ہے۔ چھٹی صدی کے ایک مشہور عالم قانون عبدالحق بن غالب بن عطیہ فرماتے ہیں:

ان الشورىٰ هى من قواعد الشريعة وعزائم الاحكام

(بوستان جلد اول)

شورہ شریعت کے قوانین اور محکم احکام میں سے ہے، لیکن یہ ضروری ہے کہ مشورہ ان لوگوں سے کیا جائے جو اہل حل وعقد ہوں۔

فلاحی ریاست

اسلامی ریاست کی تیسری خصوصیت یہ ہے کہ یہ ایک فلاحی اور خادم خلق ریاست ہے۔ اسلام کی نگاہ میں حکومت کا یہ کام نہیں ہے کہ امن وامان قائم کرے اور ملکی دفاع کی خدمت انجام دے، بلکہ اس کی ذمہ داری یہ بھی ہے کہ زندگی کے ہر شعبہ میں حقیقی اور فطری مساوات قائم کرے۔ ان تمام رکاوٹوں کو دور کرے جو سعی اور جہد کی مساوات میکی راہ میں حائل ہوں اور اپنے تمام شہریوں کی خواہ وہ مسلم ہوں یا غیر مسلم بنیادی ضرورت کی فراہمی کی ضمانت دے۔ اگر اسلامی ریاست کی حدود میں کہیں بھی فقر وفاقہ، غربت و افلاس ہے، ظلم وجور ہے تو اس کا قلع قمع کرے اور اپنے تمام قوانین ان انسانی مسائل کو حل کرنے کیلیے وقف کردے۔ اسلام ریاست کا ایک منفی تصور نہیں رکھتا، اس کی قائم کردہ ریاست ایک مثبت ریاست ہے جو قیام انصاف اور ادائیگی حقوق کے ایجابی کام انجام دیتی ہے۔ اسلام ہر فرد میں معاشی جدوجہد کا جذبہ پیدا کرتا ہے اور دعوت دیتا ہے کہ اپنی محنت سے روزی حاصل کرے محنت کی روزی اور پاک اور حلال کمائی پر قرآن و حدیث میں غیر معمولی زور دیا گیا ہے چنانچہ ارشاد ہے:

فاذا قضيت الصلوة فانتشروا فى الارض وابتغوا من فضل الله (سورۂ جمعہ)

"پھر جب تم نماز جمعہ پوری کر چکے تو اس وقت تم کو اجازت ہے کہ تم زمین پر چلو پھر خدا کی روزی تلاش کرو"

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ:-

۱۔ كسب الحلال فريضة بعد الفريضة

یعنی ایمان کے بعد حلال روزی کا کمانا فرض ہے

۲۔ اكل الحلال رأس التقوىٰ

"حلال غذا کھانا مغز تقویٰ ہے"

اسلام نے انفرادی ملکیت کا حق دیا ہے اور انفرادی جد وجہد کے دروازے سب کے لیے کھول دیئے ہیں، بلکہ زیادہ سے زیادہ مواقع فراہم کرنے کا اہتمام بھی کیا ہے۔ لیکن اس کے ساتھ یہ تصور بھی پیش کیا ہے کہ ملکیت امانت کی طرح ہے جسے جائز اور صحیح راستوں پر ہی صرف کرنا پڑے گا۔ اگر انہیں غلط اور حرام طریقوں سے خرچ کیا جائے گا تو امانت میں خیانت ہوگی۔ نیز ہر شخص کی دولت میں اس کے اپنے حق کے علاوہ خدا اور اس کے بندوں کا بھی حق ہے۔ ضروری ہے کہ ہر شخص اپنی جائز ضرورتوں کو پورا کرنے کے بعد ریاست اور دوسرے انسانوں کے حقوق کو بھی ادا کرے اور اپنے وسائل کو ان کی ضرورتوں کو پورا کرنے کے لیے صرف کریں جو دولت کو جمع کرتے ہیں اور انسانی بہبود کے لیے اس سے خرچ نہیں کرتے، یا اس میں سے دوسرے کے حقوق نہیں نکالتے ان کے لیے قرآن پاک اور احادیث نبوی میں سخت ترین وعید آئی ہے۔ تمام صاحب نصاب مسلمانوں پر زکوٰۃ فرض کی گئی ہے۔ اور اس کا مقصد اور حکمت قرآن کی زبان میں درج ذیل ہے:

۱۔ كيلا تكون دولة بين الاغنياء منكم۔

تاکہ دولت تمہارے دولت مندوں کے ہاتھوں میں جمع ہو کر نہ رہ جائے"

۲۔ خذ من اموالهم صدقة

اے نبی! ان کے مالوں سے صدقہ وصول کرو۔"

پھر اس کو محض ایک خیرات نہیں، بلکہ حق قرار دیا گیا ہے

۳۔ وفی اموالھم حق للسائل والمحروم (الذاریات)

ان کے مالوں میں حق ہے مدد مانگنے والوں کے لیے اور رزق سے محروم رہنے والوں کے لیے۔

حضور پاک کا ارشادِ گرامی ہے:

تؤخذ من اغنیاءھم فترد علیٰ فقراءھم (بخاری و مسلم)

ان کے مالداروں سے وصول کیا جائے اور ان کے محتاجوں میں تقسیم کر دیا جائے۔"

اسلامی ریاست کی ذمہ داری ہے کہ ان تمام افراد کی کفالت کا بندوبست کرے جو مجبور ہوں یا رزق سے محروم رہ گئے ہوں۔ حضور کا ارشاد ہے کہ:

من مات و علیہ دین ولم یترک وفاءً فعلیٰ قضاؤہ ومن ترک مالاً فلورثتہ۔ (ابوداؤد)

جو شخص مرجائے اور اس کے ذمہ قرض ہو وہ اس سے ادا کرنے کے قابل نہ ہوں مال نہ چھوڑے تو اس کا ادا کرنا میرے ذمہ ہے تو جو مال چھوڑے تو وہ اس کے وارثوں کا حق ہے۔"

اس سلسلے میں مزید معلومات کتاب "المزاج لابی یوسف وزاد المعاد لابن القیم الملل والنحل لابن حزم" میں دیکھی جاسکتی ہیں۔

معلّم اور داعیٔ ریاست

اسلامی ریاست کی چوتھی خصوصیت یہ ہے کہ اس کے سپرد محض معاشی کفالت کی ذمہ داریاں ہی نہیں بلکہ اخلاق تعلیم اور اسلامی مشاعر کی ترویج بھی اس کے ذمہ ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں معلم بنا کر بھیجا گیا ہوں۔ وہ ریاست جو آپ کی نیابت کرتی ہے اپنے شہریوں کی بالخصوص اور تمام انسانوں کی بالعموم تعلیم و تربیت کا بندوبست بھی کرتی ہے اور پوری دنیا کے لیے حق کی شاہد اور اسلام کے علمبردار کی حیثیت رکھتی ہے۔ اسلام کی نگاہ میں تعلیم و قدر و قیمت اور اہمیت کس قدر ہے اس کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ وحی جو پوری کائنات کے لیے اتاری جارہی تھی۔ اس کا پہلا لفظ اقرا ہے۔ یعنی پڑھو۔ حضور کا ارشاد ہے:

طلب العلم فریضۃ علیٰ کلِّ مسلمٍ و مسلمۃ

آپ نے اس فریضہ کی بجاآوری کے لیے ہر ممکن سہولت فراہم کی۔ اس بات کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے کیجیے کہ غزوہ بدر میں کفار کے جو قیدی گرفتار کیے ان میں بعض تعلیم یافتہ قیدیوں کا فدیہ آپ نے یہی قرار دیا کہ ایک ایک قیدی دس دس مسلمانوں کو لکھنا پڑھنا سکھادیں۔ بعض لوگوں کے لیے آپ نے دوسری قوموں کی زبان سیکھنے کا اہتمام کیا تاکہ بین الاقوامی معاملات کے سلسلے میں وہ حکومت کو اپنی خدمات سے فائدہ پہونچا سکیں۔ تعلیم کی اہمیت اور اس کی قدروقیمت کو بڑھانے کے لیے سوسائٹی کے ہر شعبہ میں شرف واعزاز کا معیار علم کو قرار دیا اور اعلیٰ سے اعلیٰ عہدوں تک کے تقرر میں جس چیز کو سب سے پہلے دیکھا جاتا ہے وہ قرآن و حدیث کا علم ہے آخر یہ کیوں نہ ہو جب کہ قرآن پاک واضح الفاظ میں اعلان کر رہا ہے:

ھل یستوی الذین یعلمون والذین لا یعلمون ۰

"کیا جاہل اور عالم دونوں برابر ہوسکتے ہیں؟"

۱۔ بہر حال مسلمانوں کی پوری تاریخ کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ تعلیم کو ہمیشہ غیر معمولی اہمیت دی گئی اور حکومت اور اہل ثروت نے دل کھول کر اس کی سرپرستی کی۔ یہ ریاست کی ذمہ داری تھی کہ تمام شہریوں کے لیے ضروری اور بنیادی تعلیم کا انتظام کرے

۲۔ تعلیم کے نظام میں اولین اہمیت علوم دین کو دی گئی ہے اور اس کے ساتھ ان تمام علوم کی ترویج کی گئی جو فہم دین اور قیام حیات کے لیے ضروری ہیں۔ نیز فضول مضامین اور لغو مقالات سے اجتناب کی کوشش کی گئی۔

۳۔ تعلیم ہر دور میں مفت رہی۔ مسلمانوں نے ایک دن کے لیے بھی اعلیٰ سے اعلیٰ کو بھی فیس کے ساتھ وابستہ نہیں کیا۔ علم اور اونچے اونچے درجہ کے علم کے لیے دروازے ہر شخص کے لیے بلا فیس کھلے رہے۔

۴۔ تعلیم کے ساتھ کردار سازی اور اخلاق و تربیت ایک جزو لاینفک کی طرح موجود رہیں۔

از قلم قاری محمد ادریس ہوشیارپوری
ملتان

زمانوں کی گردش شاہ ولی اللہؒ جیسا نابغہ روزگار پیدا نہ کر سکی

ابتدائی حالات:

حضرت شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی کی وفات حسرت آیات کے اسی برس بعد اور عالم گیر کی وفات سے چار سال قبل آپ اس دنیا میں رونق افروز ہوئے۔ آپ کے والد ماجد کا نام شیخ عبدالرحیم بن وجیہہ الدین ہے۔ آپ ایک متبحر عالم دین تھے۔ عالم گیر نے فتاویٰ عالم گیری پر نظر ثانی کے لئے آپ کا انتخاب کیا تھا۔

آپ کے والد ماجد کے ہاں ساٹھ برس تک کوئی اولاد نہ تھی لیکن خواب میں آپ کو اولاد کی بشارت متعدد بار ہوئی۔ آپ کی اہلیہ محترمہ سن یاس کو پہنچ چکی تھیں، اس لئے آپ نے شیخ ابوالرضا محمد کی صاحبزادی سے دوسرا نکاح کیا۔ اس نیک سیرت اور خوش بخت خاتون کے بطن سے ۴ شوال ۱۱۱۴ھ (۱۷۰۴ء) میں آپ کی ولادت باسعادت ہوئی۔

آپ کے والد ماجد نے آپکا نام ولی اللہ رکھا۔ خواجہ قطب الدین بختیار کاکی سے عقیدت کی وجہ سے آپ کا دوسرا نام قطب الدین رکھا لیکن خود شاہ صاحب اپنے آپ کو احمد لکھا کرتے تھے۔

پانچ برس کی عمر میں آپ نے قرآن پاک پڑھنا شروع کیا اور ساتویں سال قرآن پاک پورا کرنے کے بعد فارسی کی تعلیم بھی شروع کر دی اور ایک سال کے مختصر عرصے میں آپ نے فارسی کی تعلیم مکمل کرلی۔ اس کے بعد معقولات کی مروجہ کتب کی طرف متوجہ ہوئے اور دس سال کی عمر میں ان کی تعلیم بھی مکمل کرلی۔ بعدہ آپ نے احادیث اور فقہ کی تمام کتب سے چودہ سال کی عمر میں فراغت حاصل کرلی۔

پندرہ برس کی عمر میں آپ کی شادی ہو گئی۔ آپ کے والد صاحب مرحوم نے باصرار سسرال سے کہہ کر آپ کی شادی جلد کرائی۔ سسرال والوں نے عذر کر کے اس معاملہ کو ملتوی کرنا چاہا مگر والد صاحب کے اصرار پر اس کام کو جلد کرنا پڑا۔ خود حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں کہ والد صاحب کے اصرار کا راز ہمیں بعد میں معلوم ہوا کہ میری شادی کے چند روز بعد ہی میری ساس پھر میری اہلیہ کے نانا وفات پا گئے۔ اور اسی طرح چند روز ہی گزرنے پائے تھے کہ عم بزرگوار شیخ عبدالرضا کے صاحبزادے فخر عالم اور میرے بڑے بھائی شیخ صلاح الدین کی والدہ ماجدہ راہئ ملک عدم ہوئے۔ اسی دوران والد صاحب کو مختلف امراض نے آگھیرا اور دیکھتے ہی دیکھتے چند روز میں ان کا سایۂ عاطفت بھی سر سے اٹھ گیا۔

۱۱۴۳ھ میں آپ عازم بیت اللہ ہوئے اور حج مبارک کی سعادت سے بہرہ ور ہوئے اور حج کے بعد حرمین شریفین ہی میں ایک سال آپ نے قیام فرمایا اور شیخ ابوطاہر مدنیؒ سے آپ نے اکثر کتب حدیث کی سند اجازت حاصل کی۔ علم حدیث میں آپ کو ید طولیٰ حاصل تھا۔ چنانچہ آپ کے استاد محترم شیخ ابوطاہر مدنیؒ کا اپنا قول ہے کہ

"ہم سے وہ لفظوں کی سند
لیتے ہیں اور ہم ان سے حدیثوں
کے معانی و مطالب کی تصحیح
کرتے ہیں"

پھر دوسرا حج کرنے کے بعد ۱۱۴۵ھ میں آپ نے وطن واپسی کا رخ کیا اور چھ ماہ کا طویل سفر کرنے کے بعد ۱۴ رجب ۱۱۴۵ھ میں جمعہ کے روز آپ بخیریت تمام گھر پہنچے۔

اس کے بعد آپ نے حلقہ درس شروع کیا اور ہزاروں عقیدت مندوں کو علم حدیث سے آگاہ کیا۔ اس کے ساتھ آپنے تصنیف کا سلسلہ شروع کیا۔ آپ کی تصانیف ایک صد سے زائد ہیں لیکن ان میں پچاس، اکیاون تو ملتی ہیں اور باقی نایاب ہیں۔

آپ نے یہ تصانیف ایسے ماحول میں سپرد قلم کی ہیں کہ ہر ایسے کام کو سرانجام نہیں دے سکتا۔ یہ اللہ تعالیٰ نے آپ ہی کو خصوصی فضل و کرم کرمایا کہ آپ نے دین میں افراط تفریط ختم کر کے راہ اعتدال کو دنیا کے سامنے واضح کیا۔

آپ نے دس حکمرانوں کا دور حکومت دیکھا ہے۔ اورنگ زیب عالمگیر کی وفات سے چار سال قبل آپ کی پیدائش اور شاہ عالم ثانی کے عہد میں ۱۱۷۶ھ میں آپ نے دار فانی کو الوداع کہا۔ اس عرصے میں دلی کے تخت پر دس حکمران متمکن ہوئے۔

۱۔ عالمگیر ۲۔ بہادر شاہ ۳۔ معز الدین
۴۔ فرخ سیر ۵۔ رفیع الدرجات ۶۔ رفیع الدولہ
۷۔ محمد شاہ رنگیلا ۸۔ احمد شاہ ۹۔ عالمگیر ثانی
۱۰۔ شاہ عالم

آپ نے اپنے دور کے علماء، فقہاء، ادباء، شعراء اور سیاست ملکی کے مالک لوگوں کا بغور جائزہ لیا اور ہر ایک پر جائز تنقید کر کے ایک صاف ستھرا اور پاکیزہ ماحول بنانے کی سعیٔ جمیل کی اور اپنے افکار پر مشتمل ایک عظیم لائحہ عمل مسلمانوں کے حوالہ کیا۔

شاہ ولی اللہ مرحوم نے مسلمانوں کے تمام طبقوں کی اصلاح کی طرف توجہ کی۔ بادشاہوں کو جھنجھوڑا ان کی عیاشیوں پر قلم زنی کی اور غریب عوام کے حقوق کی طرف ان کو متوجہ کیا۔ آپ نے اپنی تصنیفی رنگ مسلمانوں کی اجتماعی اصلاح پر زندگی کے ہر شعبے میں انکی رہنمائی کی

عقائد، عبادات، معاملات، سیاسیات، معاشیات واقتصادیات کے بارے میں حدیث وفقہ کی روشنی میں مسلم اقوام کو ایک پروگرام اور اصلاحی نظریات دیئے۔ یہ نظریات سیاسی بصیرت اور زندگی کا نچوڑ ھیں۔

شاہ ولی اللہ صاحب صرف اپنے وقت کے امام نہ تھے بلکہ وہ اپنے پروگرام اور کردار سے صدیوں تک زندہ جاوید رہیں گے۔

ذیل میں شاہ ولی اللہ صاحب کے وہ نظریات جو انہوں نے اقتصادی، معاشی اور سیاسی حالت دیکھ کر اپنی زندگی کے حاصل کے طور پر پیش کئے ہیں رقم کئے جاتے ہیں جس سے اندازہ ہوسکے گا کہ شاہ ولی اللہ رح کون اور کیا تھے؟ انکا مقصد کتنا عظیم تھا؟ اور مسلمان قوم کو پورے عالمِ اسلام کی قیادت کی طرف کس طرح متوجہ کرنا چاہتے تھے۔

اور آپ یہ دیکھ کر حیران ہوں گے کہ بقول مولانا محمد میاں مرحوم (مصنف تاریخ ہند شاندار ماضی) اٹھارویں صدی کا ایک عالم دین شاید کسی سوشلسٹ کی زبان میں بات کرتا ہے۔

حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ اسلام ایک دین فطرت ہے۔ اس نے زندگی کے کسی شعبہ کو اپنی تعلیم سے تشنہ نہیں رکھا اور حضرت شاہ صاحب نے جو کچھ فرمایا ہے وہ عین اسلام ہے۔ غیر مسلم اقوام نے اسلام کے عقائد کو چھوڑ کر ان سیاسی اور معاشی نظریات کو اپنایا اور اس کے اچھے اثرات سے بہرہ ور ہوئے۔

شاہ ولی اللہ رح کے اصلاحی نظریات:

انقلاب فرانس ۱۷۸۹ء جس کو انقلاب پسندانِ عالم کے لئے نشان راہ کیا جاتا ہے نصف صدی بعد آنے والا تھا اور کمیونزم کے معلم اول کارل مارکس اور اس کے نفس ناطقہ اور رفیق عزیز "اینگلس" کی پیدائش میں پوری ایک صدی باقی تھی اور اس سے تقریباً چالیس سال پہلے کہ یورپ میں مشینوں اور کلوں کا آغاز ہوا ہندوستان کے ایک سپوت نے اقتصادیات کے بارہ میں طے کیا کہ:-

اقتصادی اصول:

۱۔ دولت کی اصل بنیاد محنت ہے۔ مزدور اور کاشتکار قوت کاسبہ ہیں۔ باہمی تعاون، مدنیت (شہریت) کی روح رواں ہے۔ جب تک کوئی شخص ملک اور قوم کے لئے کام نہ کرے، ملک کی دولت میں اسکا کوئی حصہ نہیں۔

۲۔ جوا، سٹہ اور عیاشی کے اڈے ختم کئے جائیں جن کی موجودگی میں تقسیم دولت کا صحیح نظام قائم نہیں ہوسکتا اور بجز اس کے کہ قوم اور ملک کی دولت میں اضافہ ہو دولت بہت سی جیبوں سے نکل کر ایک طرف سمٹ آتی ہے۔

۳۔ مزدور، کاشتکار اور جو لوگ ملک اور قوم کے لئے دماغی کام کریں دولت کے اصل مستحق ہیں۔ ان کی ترقی وخوشحالی ملک اور قوم کی ترقی اور خوشحالی ہے۔ جو نظام ان قوتوں کو دبائے وہ ملک کے لئے خطرہ ہے اس کو ختم ہونا چاہیئے۔

۴۔ جو سماج محنت کی صحیح قیمت ادا نہ کرے، مزدوروں اور کاشتکاروں پر بھاری ٹیکس لگائے قوم کا دشمن ہے اسکو ختم ہوجانا چاہیئے۔

۵۔ ضرورت مند مزدور کی رضامندی قابلِ اعتبار نہیں جب تک اس کی محنت کی وہ قیمت ادا نہ کی جائے جو امداد باہمی کے اصول پر لازم ہوتی ہے۔

۶۔ جو پیداوار یا آمدنی تعاونِ باہمی کے اصول پر نہ ہو وہ خلاف قانون ہے۔

۷۔ کام کے اوقات محدود کئے جائیں۔ مزدوروں کو اتنا وقت ضرور ملنا چاہیئے کہ وہ اخلاقی اور روحانی اصلاح کرسکیں اور ان کے اندر مستقبل کے متعلق غور وفکر کی صلاحیت پیدا ہوسکے۔

۸۔ تعاون باہمی کا بہت بڑا ذریعہ تجارت ہے لہٰذا اس کو تعاون کے اصول پر ہی جاری رہنا چاہیئے۔ پس جس طرح تاجروں کے لئے جائز نہیں کہ وہ بلیک مارکیٹ یا غلط قسم کے "کمپی ٹیشن" سے روح تعاون کو نقصان پہنچائیں۔ ایسے ہی حکومت کے لئے درست نہیں کہ بھاری ٹیکس لگا کر تجارت کے فروغ و ترقی میں رکاوٹ یا رخنہ ڈالے۔

۹۔ وہ کاروبار جو دولت کی گردش کو کسی خاص طبقہ میں منحصر کردے ملک کے لئے تباہ کن ہے۔

۱۰۔ وہ شاہانہ نظام زندگی جس میں چند اشخاص یا چند خاندانوں کی عیش وعشرت کے سبب سے دولت کی صحیح تقسیم میں خلل واقع ہو، اس کا مستحق ہے کہ جلد از جلد ختم کرکے مصیبت ختم کی جائے اور ان کو مساویانہ نظامِ زندگی کا موقع دیا جائے

سیاست اور نظامِ حکومت کے بنیادی اصول:

۱۱۔ زمین کا مالک حقیقی اللہ (اور ظاہری نظام کے لحاظ سے اسٹیٹ) ہے۔ باشندگانِ ملک کی حیثیت وہ ہے جو کسی مسافر خانہ میں ٹھہرنے والوں کی۔ ملکیت کا مطلب یہ ہے کہ اس کے حسن انتفاع میں دوسرے کی دخل اندازی قانوناً منع ہے۔

۱۲۔ سارے انسان برابر ہیں، کسی کو یہ حق نہیں کہ وہ اپنے آپ کو مالکِ ملک، ملک الناس، مالکِ قوم یا انسانوں کی گردنوں کا مالک تصور کرے، نہ کسی کے لئے جائز ہے کہ وہ کسی صاحبِ اقتدار کے لئے ایسے الفاظ استعمال کرے۔

۱۳۔ اسٹیٹ کے سربراہ کی وہ حیثیت ہے جو کسی وقف کے متولی کی۔ وقف کا متولی اگر ضرورت مند ہو تو، اتنا وظیفہ لے سکتا ہے کہ عام باشندہ ملک کی طرح زندگی بسر کرسکے۔

بنیادی حقوق:

۱۴۔ روٹی۔ کپڑا۔ مکان اور ایسی استطاعت کہ نکاح کرسکے اور بچوں کی تعلیم وتربیت کرسکے، بلا لحاظ مذہب ونسل ہر ایک انسان کا پیدائشی حق ہے۔

۱۵۔ اسی طرح مذہب، نسل یا رنگ کے کسی تفاوت

کے بغیر عام باشندگانِ ملک کے معاملات میں یکسانیت کے ساتھ عدل و انصاف، ان کے جان و مال کی حفاظت، ان کی عزت و ناموس کی حفاظت، حقِ ملکیت میں آزادی، حقوق شہریت میں یکسانیت ہر باشندۂ ملک کا بنیادی حق ہے۔

۱۶۔ زبان اور تہذیب کو زندہ رکھنا ہر ایک فرقہ کا بنیادی حق ہے۔

بین الاقوامی تحفظات:

۱۷۔ ان حقوق کے حاصل کرنے کی شکل یہ ہے کہ خود مختار علاقے بنائے جائیں۔ یہ خود مختار اکائیاں اپنے معاملات میں آزاد ہوں گی۔ ہر ایک یونٹ میں اتنی طاقت ضرور ہونی چاہیئے کہ اپنے جیسے یونٹ کے اقدام کا مقابلہ کر سکے۔ یہ تمام اکائیاں ایک ایسے بین الاقوامی نظام (بلاک) میں منسلک ہوں جو فوجی طاقت کے لحاظ سے اقتدار اعلیٰ کا مالک ہو۔ اس کو یہ حق نہیں ہوگا کہ کسی مخصوص مذہب یا مخصوص تہذیب کو کسی یونٹ پر لاد سکے۔ البتہ اس کا یہ فرض ضرور ہوگا کہ کسی قوم یا یونٹ کو یہ موقع نہ دے کہ کسی دوسری قوم کے مذہب یا تہذیب پر حملہ کر سکے۔

مذہبیات:

۱۸۔ (الف): دین اور سچائی کی اصل بنیاد ایک ہے اس کے پیش کرنے والے ایک سلسلہ کی کڑیاں ہیں۔

(ب) داعیانِ صداقت ہر ملک و قوم میں گذرے ہیں، ان سب کا احترام ضروری ہے۔

(ج) سچائی اور دین کے بنیادی اصول تمام فرقوں میں تقریباً تسلیم شدہ ہیں، مثلاً اپنے پروردگار کی عبادت، اس کے لئے نذر و نیاز، صدقہ و خیرات، روزہ وغیرہ۔ یہ سب کام سب کے نزدیک اچھے ہیں البتہ عملی صورتوں میں اختلاف ہے۔

(د) ساری مہذب دنیا کے سماجی اصول اور ان کا منشاء مقصد ایک ہے مثلاً ہر ایک مذہب اور فرقہ جنسی انارکی کو ناپسند اور اخلاقی جرم قرار دیتا ہے۔ جنسی تعلقات کے لئے مرد اور عورت میں ایک معاہدہ ہر ایک فرقہ میں ضروری ہے۔ البتہ معاہدہ کی صورتیں مختلف ہیں۔ ایسے ہی ہر ایک فرقہ اپنے مُردہ کو نظروں سے غائب کر دینا ضروری سمجھتا ہے۔ اختلاف اس میں ہے کہ زمین میں دفن کر کے نظروں سے اوجھل کیا جائے یا جلا کر۔

۱۹۔ جہاد ایک مقدس فریضہ ہے مگر اس کے معنی یہ ہیں کہ مقدس اصول کے لئے انسان اپنے اندر جذبہ فدائیت پیدا کرے یہاں تک کہ وہ اپنی ہستی ان اصول کے لئے فنا کر دے (مزید تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو "شاہ ولی اللہ اور ان کی سیاسی تحریک" از مولانا محمد میاں مرحوم، از صفحہ ۶ تا ۱۴)۔

یہ ہیں وہ نظریات جن کی بنا پر شاہ ولی اللہ صاحب کو ہر فرقہ میں مقبولیت حاصل ہے۔ آج اس نظریات کے حامل اور اس قافلہ کے حدی خواں علماء موجود ہیں جو انہی نظریات کی بنیاد پر پاکستان کو امن و آشتی کا گہوارہ بنانا چاہتے ہیں، اور معاشی و اقتصادی مساوات کا ایک اعلیٰ نمونہ قائم کرنا چاہتے ہیں۔

شاہ ولی اللہ مرحوم کسی خاص طبقۂ فکر سے وابستہ نہیں ہیں بلکہ وہ ایک عالمگیر پروگرام "فکّ کل نظام" کی وجہ سے ہر فرقہ کے مقتداء ہیں۔

اس لئے وطن عزیز سے سچی محبت رکھنے والے افراد کے لئے ضروری ہے کہ وہ اور کئی تجربہ کر چکے ہیں جن میں تیس سال سے مکمل ناکامی ہوئی ہے آؤ یہ دعوت فکر ہے۔ **آج ہم ان لوگوں کے ہاتھ مضبوط کریں جو افکار ولی اللہؒ کو لے کر میدانِ عمل میں موجود ہیں اور اس طرح پاکستان کو دنیا کی مثالی۔ جو ہر طرح کی فرقہ واریت سے بلند و بالا اور معاشی مساوات پر مبنی ہو مملکت بنا سکیں۔**

کیا ملک دوست سیاسی جماعتیں اس لائحہ عمل پر غور کرنے کی زحمت کریں گی؟

شہر شہر سے

ترتیب: قمر ہاشمی

بھٹو کے لئے اپیلیں کرنے والے سربراہوں کو بین الاقوامی ضابطہ اخلاق مدّ نظر رکھنا چاہیے

کسی ملک کو پاکستان کے اندرونی معاملات میں مداخلت کا حق نہیں: مولانا مفتی محمود

پاکستان قومی اتحاد کے سربراہ اور جمعیۃ علماءِ اسلام کے جنرل سیکرٹری مولانا مفتی محمود نے کہا ہے کہ بیرونی ممالک کو پاکستان کے اندرونی معاملات میں مداخلت کا کوئی حق نہیں ہے

مولانا مفتی محمود مدرسہ قاسم العلوم میں آج نماز جمعہ کے موقع پر خطاب کر رہے تھے۔ انہوں نے کہا کہ بعض بیرونی ممالک نے مسٹر ذوالفقار علی بھٹو کے مقدمہ قتل کے فیصلے کے سلسلے میں جو باتیں کی ہیں وہ پاکستان کی عدلیہ کے معاملات میں براہ راست مداخلت ہے جس کا کوئی قانونی آئینی اور اخلاقی جواز نہیں۔

مولانا مفتی محمود نے ان بیانات کا سختی سے نوٹس لیا اور کہا کہ اگر یہ دوست ملک انسانی بنیادوں پر بات کرنا چاہتے ہیں تو اس وقت ان کا فرض تھا کہ وہ بھٹو سے ظلم کا ہاتھ روک لینے کی اپیل کرتے جب اس کی فیڈرل سیکیورٹی فورس اور پولیس قومی اتحاد کے کارکنوں پر گولیاں برسا رہی تھی، بے گناہ شہریوں کو قتل کیا جا رہا تھا اور خواتین کی عزتیں پامال کی جا رہی تھیں۔ مولانا مفتی محمود نے کہا مشرقی پاکستان 'جو اب بنگلہ دیش بن چکا ہے' میں آئے دن فوجی انقلاب آتے رہتے ہیں، پاکستانی سفارتخانوں نے کبھی اس سلسلے پر نہ کوئی بیان دیا اور نہ کوئی مداخلت کی۔ بنگلہ دیش کے رہنماؤں کو بھی بین الاقوامی ضابطہ اخلاق سامنے رکھنا چاہیئے اور پاکستان کے اندرونی معاملات میں مداخلت سے اجتناب کرنا چاہیئے

انہوں نے کہا کہ عدالت عالیہ نے مسٹر بھٹو کے مقدمے کا فیصلہ کیا ہے جس کی نہایت شاندار روایات ہیں۔ یہ ایک فوجداری مقدمے کا فیصلہ ہے۔ کوئی بھی شخص قانون سے بالاتر نہیں، یہی اسلامی شریعت کی روح ہے اور یہی اسلام کا قانون ہے۔

آج شام مدرسہ قاسم العلوم میں اخبار نویسوں سے بات چیت کرتے ہوئے مولانا مفتی محمود نے مطالبہ کیا کہ سابق اٹارنی جنرل مسٹر یحییٰ بختیار نے مسٹر بھٹو کے مقدمے کے سلسلے میں بیرونی ممالک کو جو اپیل کی ہے وہ صریحاً توہین عدالت کے مترادف ہے۔ انہوں نے ملک میں قومی حکومت کے قیام کی خبروں پر کوئی تبصرہ کرنے سے انکار کر دیا۔ مولانا مفتی محمود نے کہا کہ یہ سیاسی معاملہ ہے اور حکومت نے سیاسی بیانات پر پابندی لگا دی ہے۔ اس کے علاوہ ہماری اخلاقی ذمہ داری بھی ہے کہ اگر کوئی فیصلہ ہوا ہے تو اس کے متعلق بات نہ کریں۔ انہوں نے کہا کہ مسٹر بھٹو کے خلاف جو فیصلہ کیا گیا ہے وہ باقاعدہ عام قوانین کے تحت مقدمہ چلا کر عدالت نے کیا ہے۔ یہ سیاسی مقدمہ نہیں' اور نہ ہی فوجی حکومت کے حکم پر چلایا گیا ہے۔ اس مقدمے میں مقتول کے صاحبزادے احمد رضا قصوری مدعی ہیں اور انہوں نے یہ مقدمہ بڑی جرأت کے ساتھ بھٹو کے خلاف اس وقت درج کرایا تھا جب مسٹر بھٹو اس ملک کے وزیر اعظم تھے اور سیاہ و سفید کے مالک سمجھے، تاہم مسٹر بھٹو کی یہ بدقسمتی تھی کہ وہ اس مقدمہ کی فائلیں غائب نہ کر سکے۔

مولانا مفتی محمود نے کہا کہ مسٹر بھٹو کے خلاف پاکستان توڑنے، سیاسی قتل کرانے، اغواء اور تشدد کرنے کے دوسرے کئی الزامات ہیں جن مقدمات کو ابھی تک عدالتوں میں نہیں لے جایا گیا۔ انہوں نے کہا مسٹر بھٹو کے مقدمہ قتل کے فیصلے کے سلسلے میں اپیلوں سے ہمارے تعلقات خراب بھی ہو سکتے ہیں۔

مسیح الرحمٰن کی اپیل کا ذکر کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ مسٹر مسیح الرحمٰن نے مسٹر بھٹو کے ساتھ پاکستان میں تو رہنا قبول نہ کیا اور ملک کو توڑ دیا۔ مگر اب انہیں کیا حق حاصل ہے کہ وہ مشرقی پاکستان میں مسٹر بھٹو کے حق میں مظاہرے کرائیں اور اپیلیں کریں۔

انہوں نے کہا کہ جہاں تک شریعت طاہرہ کا تعلق ہے' قاتل واجب القتل ہے اور اسلامی تعزیر میں عدالت میں جائے بغیر شریر، مفسد اور قاتل کا قتل جائز ہے۔

قائد جمعیۃ کی قلعہ دیدار سنگھ میں آمد:

مورخہ ۷-۸ر اپریل جمعہ ہفتہ مدرسہ محمدیہ قلعہ دیدار سنگھ کا اکیسواں سالانہ جلسہ منعقد ہو رہا ہے جس میں قائد ملت قائد اسلامی انقلاب مفکر اسلام مولانا مفتی محمود خطیب اسلام سید عنایت اللہ شاہ صاحب بخاری ضیغم اسلام مولانا غلام اللہ خان، مولانا قاری محمد حنیف ملتانی، مولانا محمد ضیاء القاسمی، مولانا محمد امیر میانوالی، استاذ العلماء مولانا قاضی شمس الدین، شاعر اسلام سید امین گیلانی، سید سلمان گیلانی خطاب فرمائیں گے۔

آہ! حکیم ملک واحد بخش صاحب

آف سرگودھا:

جمعیۃ علماء اسلام سرگودھا کے بزرگ راہنما الحاج حکیم ملک واحد بخش گذشتہ روز اچانک نماز عصر ادا کرتے ہوئے اللہ کو پیارے ہو گئے۔ ان کی عمر ستر برس تھی۔ حکیم صاحب موصوف ۱۹۶۲ء سے جمعیۃ سے وابستہ ہوئے اور آخیر تک جمعیۃ سے وابستہ رہے۔ مختلف اوقات میں آپ جمعیۃ کے نائب امیر منتخب ہوئے جمعیۃ کے لئے ہمیشہ اپنا کام کاج چھوڑ کر مصروف رہتے۔ جمعیۃ کی طرف سے مسلسل سیرت کانفرنسیں جو منعقد ہوئیں ان کی استقبالیہ کی صدارت آپ ہی کا حصہ ہوتا۔ موصوف نہایت سادہ اور نیک سیرت انسان تھے۔ موصوف کی رحلت سے جمعیۃ کو ناقابل تلافی نقصان ہوا۔

ادارہ ترجمان اسلام ان کے صاحبزادہ ملک محمد منظور اور دیگر لواحقین کے ساتھ برابر کا شریک غم ہے۔ اللہ تعالیٰ حکیم صاحب کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔

جمعیۃ علماء اسلام سرگودھا شہر کی مجلس شوریٰ کے رکن جناب قاضی ممتاز علی صاحب گذشتہ روز اچانک رحلت فرما گئے۔ مرحوم جمعیۃ کے سرگرم رکن ہونے کے علاوہ تبلیغی جماعت کے اہم رکن تھے۔ ادارہ ترجمان اسلام مرحوم کے غم میں لواحقین کے ساتھ برابر کا شریک ہے۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔

حیدرآباد:

گذشتہ دنوں حسب سابق شاخ حلقہ وارڈ بی سی ای کی طرف سے ہفتہ وار درس قرآن ہوا۔ حضرت مولانا محمد عبداللہ جان صاحب، خطیب جامع مسجد لطیف آباد یونٹ ۸ نے مختصر مگر پر اثر انداز میں جواب دعاء کے موضوع پر اظہار خیال فرمایا۔ انہوں نے قرآن پاک کی روشنی میں واضح کیا کہ کسی بزرگ یا نیک آدمی سے دعاء کرانا جائز بھی ہے اور بہتر بھی لیکن اس سے کہیں زیادہ بہتر یہ ہے کہ بندہ براہ راست خود خدا کو پکارے اور خدا کا وعدہ ہے کہ میں قبول کرتا ہوں پکار پکارنے والے کی (یعنی دعا) اس لئے کہ میں بہت زیادہ قریب ہوں۔ خدا ہمیں اپنے پکارنے والوں میں بنائے۔

کارکنوں سے اپیل کی جاتی ہے کہ وہ اس پروگرام میں زیادہ دلچسپی کے ساتھ خود بھی شریک ہوں اور اپنے دوست احباب کو بھی اس خالص دینی پروگرام میں شریک کریں تاکہ دینی معلومات بھی ہو اور یہاں کی جمعیۃ میں نظم بھی بحال ہو سکے۔

عبدالرشید قریشی، جمعیۃ علماء اسلام
حلقہ وارڈ بی سی ای حیدرآباد

استحکام پاکستان:

تنظیم نوجوانان اہلسنت والجماعت (لاہور) کے زیر اہتمام ۲۳ مارچ بروز جمعرات صبح گیارہ بجے اندرون شیرانوالہ دروازہ میں یوم پاکستان کے موقع پر علماء حضرات کا اجتماع ہوا جس میں استحکام پاکستان کے لئے دعاء کی گئی اور تحریک پاکستان کے شہیدوں کی روحوں کو ایصال ثواب پہنچانے کے لئے فاتحہ خوانی کی گئی۔

اس اجتماع میں حضرت مولانا محمد اجمل خان صاحب مدظلہ اور اکرام القادری صاحب ایڈیٹر ترجمان اسلام نے تحریک پاکستان اور اس میں شہید ہونے والوں کے کارناموں پر روشنی ڈالی۔

آخر میں حضرت مولانا عبیداللہ انور صاحب دامت برکاتہم نے دعاء کی کہ خدا تحریک آزادی پاکستان کے شہیدوں کو جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے، اور ان کی قربانیوں سے بننے والے پاکستان کو ہمیشہ قائم رکھے۔

جمعیۃ علماء اسلام حلقہ کوٹلہ:

گذشتہ دنوں ایک میٹنگ جمعیۃ علماء اسلام حلقہ کوٹلہ ضلعی انتظامیہ کی زیر صدارت ہوئی حسب ذیل تجویزات پیش ہوئیں۔

جمعیۃ علماء اسلام کے ذمہ دار احباب نے دور دور سے حاضری دی۔ میٹنگ کی کارروائی سیرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بیان کے بعد شروع ہوئی جن جن اصحاب نے حاضری دی ہے وہ مندرجہ ذیل ہیں:-

۱۔ ضلعی صدر مولانا سید بشیر احمد شاہ صاحب، لالہ موسیٰ، خطیب جامع مسجد شیخاں لالہ موسیٰ۔
۲۔ ناظم ضلعی قاری محمد اختر خطیب جامع مسجد پنجن کسانہ
۳۔ چوہدری خلیل احمد صاحب آف گجرات پرانے ورکر ختم نبوت۔
۴۔ قاری میاں احمد صاحب خطیب جامع مسجد جلال پور جٹاں۔
۵۔ جمعیۃ علماء اسلام کے امیر حلقہ کوٹلہ چوہدری نصیر احمد صاحب آف کوٹلہ۔
۶۔ جمعیۃ علماء اسلام کے خزانچی حلقہ کوٹلہ صوفی لال حسین صاحب آف کوٹلہ۔
۷۔ حافظ صغیر صاحب پرانے ورکر جمعیۃ علماء اسلام حلقہ کوٹلہ (باوجود بیماری ہوتے ہوئے اٹھ کر جمعیۃ کی میٹنگ میں تشریف لائے)۔
۸۔ بابا عبدالقادر عرف بکہ موضع لکرالی
۹۔ قاری عبدالرحمن صاحب، خطیب دریچ ریڈ والی مسجد لالہ موسیٰ
۱۰۔ مولوی چوہدری محمد خاں صاحب آف لنگڑیال
۱۱۔ خلیل الرحمن صاحب بھمبر، آزاد کشمیر
۱۲۔ محمد طیب صاحب آف جلال جٹاں
۱۳۔ خلیل الرحمن صاحب، خطیب پاک فین گجرات
۱۴۔ قاری خلیل احمد صاحب آف کوٹلہ
۱۵۔ قاری شفقت صاحب آف ہیل تحصیل کھاریاں
۱۶۔ قاری محمد ابراہیم صاحب مدرس، مدرسہ عربیہ سراجیہ، کوٹلہ
۱۷۔ محمد یوسف صاحب آف کوٹلہ
۱۸۔ مولانا مولوی حافظ علی محمد صاحب، خطیب جامع مسجد، کوٹلہ
۱۹۔ بشیر احمد صاحب آف کوٹلہ

ایجنڈا

۱۔ جمعیۃ علماء اسلام کے موجودہ پروگرام اور کام کرنے کے طریق کار، قاری محمد اختر صاحب بیان فرمائیں گے۔
۲۔ جمعیۃ علماء اسلام کے قائم مقام صدر حلقہ کوٹلہ چوہدری نصیر احمد صاحب، جمعیت فعال بنانے کے لئے پروگرام وغیرہ وغیرہ بیان فرمائیں گے۔
۳۔ صوفی لال حسین صاحب خزانچی جمعیت علماء اسلام حلقہ کوٹلہ، حلقہ کوٹلہ کی اقتصادی پالیسی کی پوزیشن بیان فرمائیں گے۔

تلاوتِ قرآن مجید قاری میاں احمد صاحب خطیب، جامع مسجد جلالپور جٹاں

جناب، قاری محمد اختر صاحب ناظم ضلعی نے سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم پر تقریر تقریباً پون گھنٹہ کی۔ اس کے بعد میٹنگ شروع ہونے سے پہلے تلاوت قرآن مجید قاری عبدالرحمٰن صاحب لالہ موسیٰ نے فرمائی۔

قاری محمد اختر صاحب نے جمعیۃ علماءِ اسلام کے موجودہ پروگرام اور طریقِ کار کے بارے میں بیان کیا، بالخصوص جمعیۃ کی خلوص دلی اور محض للہ کام کرنے کی۔ کئی باتیں ہوئیں جیسا کہ میٹرک کے نصاب میں یا بی۔اے کے نصاب جو جمعیۃ علماءِ اسلام کے جید علماء کا کردار اور نڈر ہونا بتایا اور ایک قرارداد پاس کرائی گئی کہ ہمیں حلقہ کوٹلہ اور ضلع گجرات کی جمعیۃ کے انتظامیہ کو اپنی جمعیۃ علماء اسلام کی قیادت پر اور بالخصوص حضرت مولانا مفتی محمود صاحب پر پورا یقین و اعتماد ہے اور ہمارا ہر طرح کا ایثار و خلوص جمعیت کے شاملِ حال ہے۔ ہم سب حضرت مولانا مفتی محمود صاحب کے دوبارہ قومی اتحاد کی صدارت پر معمور ہونے پر خلوصِ نیت سے مبارکباد پیش کرتے ہیں۔

قاری غلام رسول صاحب ضلعی نائب صدر

تحصیل کھاریاں

آپ نے امیر حلقہ کوٹلہ چوہدری نصیر احمد صاحب کے حکم پر جمعیۃ علماءِ اسلام حلقہ کوٹلہ کو فعال بنانے کے لئے متعدد تجاویز پیش کیں اور حلقہ کوٹلہ کو وسیع سے وسیع تر کرنے کے لئے عہدیداران و مجلس عاملہ کو متنبہ کیا گیا کہ کام خلوص دلی سے کریں۔ اللہ تبارک تعالےٰ کی رحمت شاملِ حال ہوتی ہے۔ حلقہ کوٹلہ میں سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کانفرنس کرانے کے بارے میں اور سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کانفرنس میں حضرت مولانا مفتی محمود صاحب کی شمولیت کے ضمن میں تجویز فرمائی گئی جس پر ضلعی انتظامیہ و حلقہ کوٹلہ کے جمعیت کے احباب نے بڑی شدت سے مطالبہ کیا کہ حضرت مولانا مفتی صاحب سے وقت لیا جائے اور ان کو ضرور ٹائم دینا چاہیئے تاکہ جمعیۃ کے کام کی رفتار میں تیزی ہو سکے۔ حلقہ کے ذمہ دار احباب نے شکایت کی ہے کہ قومی اتحاد میں مفتی صاحب کی مصروفیت کی بنا پر ہم خاموش ہیں ورنہ ہمیں جمعیۃ کو فعال بنانے میں حضرت مفتی صاحب ضلع گجرات میں پانچ چھ مقام پر پہنچنا ازبس ضروری ہے۔

مزید بعد ازاں بھی قرارداد بھیجی جا سکتی ہے بعد ازاں صوفی لال حسین خزانچی حلقہ کوٹلہ کو جمعیت حلقہ کوٹلہ کی اقتصادی پالیسی کی پوزیشن اور بیان فرمائیں گے، لیکن خزانچی صاحب نے کہا کہ قاری غلام رسول صاحب ہی بیان کریں؟ جس پر مجھے فنڈز اور عہدیداران کو میٹنگ میں حاضری کی طرف احباب حلقہ کو متوجہ کیا گیا۔ ترجمان اسلام اور خدام الدین ہفت روزہ رسالہ جات کی ہر دو ایجنسیاں قائم کرنے کے ضمن میں توجہ دلائی حالانکہ ترجمان اسلام کی ایجنسی تو حلقہ کوٹلہ ضلع گجرات میں چلتی ہے۔ خدام الدین ایجنسی کے بارہ میں اپیل کی گئی جس پر امیر حلقہ جناب چوہدری نصیر احمد صاحب نے ایک صد روپیہ حلقہ میں خزانچی صاحب و دیگر احباب کے سامنے دینے کا وعدہ فرمایا۔

اور سیکرٹری نشر و اشاعت حلقہ کوٹلہ چوہدری مشتاق احمد صاحب وجہ نامعلوم کی بنا پر حاضری میٹنگ سے قاصر رہے۔

میٹنگ تقریباً گیارہ بجے ختم کی گئی۔ درسِ قرآن پاک قاری عبدالرحمٰن صاحب نے دیا ہے — موسیٰ علیہ السلام کا فرعون سے دور چلے جانا یعنی وادی شعیب علیہ السلام میں الخ

پھر ضلعی انتظامیہ اور مدرسہ عربیہ سراجیہ میں چائے پینے کے بعد مسجد کی زمین دیکھی گئی امیر ضلع و ناظم ضلع بہمراہ چوہدری خلیل احمد صاحب موضع بنیاں چلے گئے۔

چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر کی خدمت میں اپیل:

سابق سیاسی حکومت نے یادگار اسلامی سربراہ کانفرنس کے موقع پر ایک روپے کا ایک سکہ جاری کیا تھا جس کے ایک طرف کلمہ طیبہ اور دوسری طرف ایک قرآنی آیت لکھی ہوئی ہے جس کا ترجمہ "اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھامے رکھو اور تفرقہ اختیار نہ کرو" اور اللہ اکبر کے الفاظ لکھے ہوئے ہیں۔ اس سکہ کے جاری کرنے کا مقصد سابق حکومت کا اپنے آپ کو اسلام کا پیروکار ثابت کرنا تھا لیکن اگر حقیقت کو مدنظر رکھا جائے تو یہ اسلام اور کلمہ طیبہ کی سب سے زیادہ اور بے انتہا توہین ہے۔ اس سے مسلمانوں میں سخت بے چینی پھیلی ہوئی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ سکہ بچوں، بوڑھوں، عورتوں، دکانداروں، ان پڑھوں سب کے پاس جاتا ہے بچے اس کی حفاظت کر سکتے ہیں نہ بوڑھے اور ان پڑھ اس کی حفاظت کر سکتے ہیں اور نہ دکاندار اس کو مناسب جگہ میں رکھ سکتے ہیں بلکہ بدقماش اس کے ذریعہ جوا بھی کھیلتے ہیں۔ خاص طور پر دکاندار اس کو نیچے رکھ کر اوپر بیٹھ جاتے ہیں جس سے کلمہ طیبہ اور قرآنی آیت کی سخت بے حرمتی ہوتی ہے حالانکہ کلمہ طیبہ اور قرآنی آیت کی عزت کرنا ہمارا اولین فرض ہے۔ قرآنی آیت کو بغیر وضو ہاتھ لگانا بھی گناہ ہے۔

سابق حکومت کا مقصد تو یہ تھا کہ اسلام کو بالکل ختم کر دیا جائے اور اس کی جگہ سوشلزم کو نافذ کیا جائے لیکن اس کا یہ خواب شرمندۂ تعبیر نہ ہو سکا۔ اب ملک میں مارشل لاء نافذ ہے اور اس عبوری حکومت نے اس ملک میں مکمل اسلامی نظام لانے کا فیصلہ کیا ہے۔ اس لئے چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر کی خدمت میں پُرزور اپیل کی جاتی ہے کہ سابق سیاسی حکومت کے اس سیاہ کارنامے کو ختم کرنے کے احکامات صادر فرما کر اللہ تعالےٰ کے سامنے سرخرو ہونے کی کوشش کریں اور عام مسلمانوں سے بھی درخواست ہے کہ وہ بھی اس حکومت کی توجہ اس جانب مبذول کرانے پر زور دیں۔

تاج الدین

ٹھٹی نصرتی کرک، ضلع کوہاٹ

فیئر پرائس شاپ

جمعیۃ علماءِ اسلام کھروڑ پکا نے کھروڑ پکا و مضافات کے غریب لوگوں کے لئے گندم کے لئے فیئر پرائس شاپ کھولنے کا انتظام کیا جس کی نگرانی جمعیۃ کے تحصیل جنرل سیکرٹری محمد شریف نعمانی نے کی۔ تقریباً ایک ماہ کے قلیل عرصے میں مقامی جماعت نے آٹھ سو من گندم دیہی غریب عوام کو سستے داموں سپلائی کی اور گندم ۸۱ - ۴۵ روپے سرکاری ریٹ پر خرید کر ۴۴ - ۰۰ فی من فروخت کی اور جماعت نے تقریباً ڈیڑھ ہزار روپے نقصان برداشت کیا اور یہ نقصان جماعت کے کارکنوں کے تعاون سے پورا

کیا گیا۔

اس کام کی سرپرستی جمعیۃ کے مقامی امیر حکیم حبیب اللہ صدیقی اور جمعیۃ کے سرپرست مولانا عبدالمجید صاحب بٹ گرا اور ملک محمد حسین رڈ اور مولانا غلام محمد اور شیخ صدیق اور میاں اللہ دتہ جڑیہ اور حاجی عبدالرحیم نے کی۔

جمعیۃ علماء اسلام کراچی شرقی

کے زیر اہتمام سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم

کے جلسے:

جمعیۃ علماء اسلام کراچی شرقی کے زیر سرپرستی علاقہ بھر میں مختلف اہم مقامات پر سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے جلسے منعقد کئے گئے جس میں علاقہ کے مشہور علماء خطباء کے علاوہ جمعیت شرقی کے سرپرست مولانا سید حسن المآب شاہ ہیں اور جنرل سیکرٹری مولانا حضرت ولی صاحب برابر شرکت کرتے رہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ پر روشنی ڈالی — مدینہ مسجد قائد آباد میں ایک عظیم الشان اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے جمعیۃ کے سرپرست مولانا سید حسن المآب شاہ نے کہا کہ سنو! حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت، اطاعت ایمان کامل کی دلیل اور اسلام اور فلاح دارین کی علامت ہے۔ انہوں نے کہا کہ خیر القرون میں جب مسلمان حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کو اپنا چکے تھے تو وہ پرند درند چرند پر حکومت کرتے تھے اور سمندر کی مچھلیوں نے ان کی اطاعت کی۔ انہوں نے کہا آج بھی اگر مسلمان حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کو اپنائیں تو وہ اپنے گرے ہوئے وقار کو بحال کر سکتے ہیں کیونکہ خدا کی خدائی، قرآن کی صفائی اور اسلام کی سچائی میں کوئی فرق نہیں پڑا ہے، فرق اگر پڑا ہے تو وہ مسلمان کے عمل میں۔

جلسے سے مولانا حضرت ولی نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت سننے سنانے کے ساتھ ساتھ اپنانے کی بھی کوشش کرنا چاہیئے کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت اپنانے ہی سے مسلمان اپنی منزل مقصود تک پہنچ سکتا ہے۔

جلسے کے اختتام پر حاضرین نے ملک میں اسلامی قانون نافذ کرنے اور جلد از جلد انتخابات منعقد کرانے کا مطالبہ کیا ہے۔

تبدیلی دفتر:

جمعیۃ علماء اسلام ضلع گوجرانوالہ کا دفتر مکی مسجد ڈیوڑھا پھاٹک سے تھانیو الا بازار میں منتقل ہو گیا ہے۔ تمام جمعیۃ کے احباب کو اطلاعاً عرض ہے کہ آئندہ مندرجہ ذیل پتے پر رابطہ قائم کریں:—

دفتر جمعیۃ علماء اسلام ضلع گوجرانوالہ
تھانیوالا بازار، گوجرانوالہ

حیدرآباد میں درس قرآن:

گذشتہ شب بعد نماز عشاء قاسم مسجد چھوٹکی گھٹی میں حسب سابق ہفتہ وار درس قرآن کا اجتماع زیر اہتمام جمعیۃ علماء اسلام شاخ حلقہ وارڈ بی سی ای حیدرآباد ہوا۔ حضرت مولانا حافظ سرفراز حسین صاحب مدرسہ مفتاح العلوم نے درس قرآن خوف خدا اور فکر آخرت کے موضوع پر دیا۔ انہوں نے اپنے درس میں واضح کیا کہ خوف خدا اعمال صالحہ پر مداومت و استقامت اختیار کرنے سے پیدا ہوتا ہے۔ لہذا ہمیں چاہیئے کہ اعمال صالحہ پر ہم سختی سے (مضبوطی) کاربند ہو جائیں۔ اللہ تعالےٰ ہمیں عمل کی توفیق عطا فرمائے نیز اللہ رب العزت اس ہفتہ وار پروگرام کو کامیابی نصیب فرمائے۔

یاد رہے یہ ہفتہ وار پروگرام ہر جمعہ بعد نماز عشاء قاسم مسجد چھوٹکی گھٹی حیدرآباد میں ہوتا ہے جس میں مختلف علماء کرام کو دعوت دی جاتی ہے۔ عوام سے اپیل کی جاتی ہے کہ وہ اس پروگرام کی اہمیت کا احساس کرتے ہوئے اس پروگرام میں زیادہ سے زیادہ ساتھیوں کے ساتھ شرکت فرمائیں۔

عبدالرشید قریشی
ناظم حلقہ وارڈ بی سی ای
حیدرآباد سندھ

حضرت مولانا حافظ عبدالعزیز صاحب

جھنجو شریف انتقال فرما گئے

جمعیۃ علماء اسلام کے حلقوں میں یہ خبر نہایت دکھ اور افسوس سے پڑھی جائے گی کہ حضرت مولانا حافظ عبدالعزیز صاحب جھنجو شریف ۱۲ مارچ ۷۸ء کو اس دنیائے فانی سے رحلت فرما گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

اللہ تعالےٰ نے مولانا مرحوم کو بڑی خوبیوں سے نوازا تھا۔ آپ عالم باعمل تھے، حسن اخلاق، پرہیزگاری، سخاوت اور ایثار کی صفات حمیدہ قدرت نے ودیعت فرمائی تھیں۔ تھل کے مشہور بزرگ خواجہ گل حسنؒ کے حقیقی بھتیجے تھے۔ بچپن میں حضرت خواجہ ہی کے زیر تعلیم و تربیت رہے اور ان کی پسند کے مطابق حضرت استاذ العلماء مولانا غلام یسینؒ سے واں بھچراں اور دوسرے اہم دینی مراکز میں درس نظامی کی تکمیل کی، دورۂ حدیث دارالعلوم دیوبند میں حضرت شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنیؒ اور دوسرے اساتذہ دارالعلوم سے پڑھا تھا۔ حضرت شیخ الاسلامؒ کے دست مبارک پر ہی بیعت ہوئے۔ وطن آکر تدریس کی زندگی اختیار کی۔ جھنجو شریف، لنڈی اور جامع العلوم بھکر میں علوم دینیہ پڑھاتے رہے۔ مدرسہ جامع العلوم سے آپ کو خاص انس اور لگاؤ تھا۔ دوبارہ اس مدرسہ میں تشریف لائے آدم دمین تک اس تعلق کو بڑی خوبی سے نبھایا۔ ایوب خان کے دور میں سیاسی جماعتیں بحال ہوئیں تو بھکر میں پہلی دفعہ ہم نے جمعیۃ علماء اسلام کی تشکیل کی اور پہلے امیر حضرت مولانا مرحوم منتخب ہوئے ہمیشہ جمعیۃ علماء اسلام سے مخلصانہ تعلق رہا۔ جماعتی اور ملکی مفاد کے پیش نظر ۱۹۶۶ء میں ڈیوالہ میں نماز جمعہ و عیدین کی ذمہ داری اٹھائی، جھنجو شریف اور بھکر سے پہنچکر اس ذمہ داری کو پابندی سے پورا کرتے رہے اور آمد و رفت کا خرچہ بھی کبھی قبول نہ فرمایا۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت مولانا مرحوم کو اعلیٰ علیین میں مقام بلند عطا فرمائے اور آپکے صاحبزادوں کو آپکا سچا جانشین بنائے۔ مولانا کی وفات صرف ان کے گھرانے اور خاندان کے لئے حادثہ نہیں بلکہ ہم سب اس صدمے میں برابر کے شریک ہیں۔

محمد عبداللہ امیر جمعیۃ علماء اسلام
بھکر، ضلع میانوالی

طلباء کی سرگرمیاں

مرتبہ: طاہر چودھری

جمعیۃ طلباء اسلام ملک بھر کے کالجوں اور یونیورسٹیوں میں شاندار کامیابی حاصل کریگی۔ قائدِ طلباء

مرکزی مجلسِ شوریٰ کا اجلاس ۲۰ اور ۲۱ اپریل کو گوجرانوالہ میں منعقد ہوگا۔

جمعیۃ طلباء اسلام پاکستان کی مرکزی مجلسِ شوریٰ کا ایک انتہائی اہم اجلاس ۲۰ اور ۲۱ اپریل بروز جمعرات، جمعہ مدرسہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ میں مرکزی صدر میاں محمد عارف کی صدارت میں منعقد ہوگا۔ اس سلسلہ میں تمام متعلقہ حضرات کو دعوت نامے جاری کر دیئے گئے ہیں۔ اگر کسی ساتھی کو دعوت نامہ وصول نہ ہوا ہو تو وہ اس اعلان کو ہی دعوت نامہ سمجھتے ہوئے بروقت تشریف لا کر اپنی ذمہ داریوں سے عہدہ برآہ ہو۔

(محمد فاروق قریشی، مرکزی ناظم عمومی
جمعیۃ طلباء اسلام، پاکستان)

آج کل ملک بھر کے کالجوں اور یونیورسٹیوں میں یونین الیکشن کی سرگرمیاں عروج پر ہیں۔ اس سال جمعیۃ طلباء اسلام تمام کالجوں اور یونیورسٹیوں کے الیکشن میں بھرپور حصہ لے گی۔ اس سلسلہ میں جمعیۃ کے مرکزی قائدین ملک کی مختلف یونیورسٹیوں اور کالجوں کے ہنگامی دورے کر رہے ہیں۔ دریں اثنا جمعیۃ طلباء اسلام پاکستان کے مرکزی صدر جناب میاں محمد عارف نے یونیورسٹیوں اور کالجوں کے ایک ہنگامی دورے کے بعد اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے یہ امید ظاہر کی ہے کہ انشاء اللہ امسال جمعیۃ طلباء اسلام کے کارکن سابقہ روایات کو برقرار رکھتے ہوئے کالجوں اور یونیورسٹیوں میں بھرپور کامیابی حاصل کریں گے۔ انہوں نے کارکنوں کو تلقین کی ہے کہ وہ مرکزی دفتر سے مسلسل رابطہ رکھیں اور اپنے مقامی حالات سے مرکزی دفتر کو آگاہ کرتے رہیں۔

شاندار کامیابی (خانپور):

گورنمنٹ کالج خانپور کی سٹوڈنٹس یونین کے الیکشن میں جمعیۃ طلباء اسلام نے شاندار کامیابی حاصل کی ہے۔ جمعیۃ طلباء اسلام خانپور کے فعال کارکن جناب سید توقیر اکمل بخاری اور عصمت اللہ خان بالترتیب جنرل سیکرٹری اور نائب صدر منتخب ہو گئے ہیں۔ دریں اثنا ایک پیغام کے ذریعے جمعیۃ طلباء اسلام صوبہ پنجاب کے ناظم جناب صاحبزادہ فضل الرحمٰن درخواستی نے کامیاب ہونے والے کارکنوں کو مبارکباد دی ہے اور امید ظاہر کی کہ ان کی کامیابی جماعت کے پروگرام کو آگے بڑھانے میں ممد و معاون ثابت ہوگی۔

میرپور خاص:

گذشتہ روز جمعیۃ طلباء اسلام میرپور خاص کے کارکنوں کا ہفت روزہ اجلاس زیر صدارت محمد الیاس تمنا صدر جمعیۃ طلباء اسلام میرپور خاص منعقد ہوا۔ اجلاس سے جمعیۃ طلباء اسلام پاکستان کے مرکزی ناظم محمد اسلم شیخ نے خطاب کرتے ہوئے جمعیت کے اغراض و مقاصد پر شاندار الفاظ میں روشنی ڈالی۔ آپ نے طلباء کو از سرِ نو زیادہ منظم طریقے سے کام کرنے کی تلقین کی۔

صوبائی مجلسِ شوریٰ

کا اجلاس

جمعیۃ طلباء اسلام پاکستان صوبہ پنجاب کی مجلس شوریٰ کا ایک انتہائی اہم اجلاس مورخہ ۲۰ - ۲۱ اپریل بروز جمعرات، جمعہ مدرسہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ میں منعقد ہوگا۔ تمام احباب کو دعوت نامے جاری کر دیئے گئے ہیں۔ دعوت نامہ نہ ملنے کی صورت میں اس اعلان کو ہی دعوت نامہ سمجھتے ہوئے بروقت تشریف لا کر ممنون فرمائیں۔

عبدالرؤف ربانی
ناظم عمومی جمعیۃ طلباء اسلام
صوبہ پنجاب

تربیتی اجتماع

حلقہ برنس روڈ (کراچی)

۱۷ مارچ کو جمعیۃ طلباء اسلام حلقہ برنس روڈ کراچی کے زیر اہتمام ایک روزہ تربیتی اجتماع منعقد ہوا۔ اجتماع سے جمعیۃ طلباء اسلام کراچی کے مرکزی امیر مولانا عبدالرزاق عزیز نے مفصل خطاب کیا۔ اجتماع سے جمعیۃ طلباء اسلام کراچی ڈویژن کے کنوینر جناب الطاف حسین نے خطاب کرتے ہوئے جمعیۃ کے

اغراض و مقاصد پر تفصیل سے روشنی ڈالی۔

کراچی ڈویژن:

جمعیۃ طلباءِ اسلام کراچی ڈویژن کے کارکنان کا ایک اہم اجلاس زیر صدارت جناب محمد اسلم شیخ ناظم عمومی جمعیۃ طلبہ اسلام صوبہ سندھ منعقد ہوا۔ اجلاس میں گذشتہ ہفتوں کی رپورٹ پیش کرنے کے بعد تنظیمی صورت حال کا جائزہ لیا گیا۔ اجلاس میں فیصلہ کیا گیا کہ مقامی سطح پر جماعت کے پروگرام کو عام کرنے کے لئے ہفتہ منایا جائے گا۔ اس سلسلے میں تمام کالجوں اور سکولوں میں پوسٹر لگائے جائیں گے اور اجتماعات منعقد کئے جائیں گے۔

مجلس مذاکرہ:

گذشتہ روز جمعیۃ طلباءِ اسلام دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کے زیر اہتمام ایک مجلس مذاکرہ بیادگار حضرت مولانا حاجی امداد اللہ مہاجر مکی اور حضرت مولانا سید شمس الدین شہیدؒ منعقد ہوئی۔ اس مجلس مذاکرہ کی صدارت کے فرائض جناب عبدالرحمٰن وزیرستانی صدر جمعیۃ طلباءِ اسلام دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک اور سٹیج سیکرٹری کے فرائض جناب گل بہرام نے انجام دیئے۔ اجلاس سے درج ذیل مقررین نے خطاب کیا:-

۱۔ صاحبزادہ فضل الرحمٰن صدر جمعیۃ طلباءِ اسلام صوبہ سرحد۔
۲۔ جناب عبداللہ ڈیروی
۳۔ جناب سید ولی اللہ شاہ وزیرستانی
۴۔ جناب عبدالرحمٰن ڈیروی
۵۔ جناب محمد قاسم ہزاروی

شمولیت:

گذشتہ روز جمعیۃ طلباءِ اسلام مانانوالہ کا ایک اجلاس زیر صدارت قاری شبیر احمد نفیس سرپرست جمعیۃ طلباءِ اسلام مانانوالہ منعقد ہوا۔ اجلاس میں مانانوالہ کے ممتاز طالب علم رہنما اور ایف۔ ایس۔ سی کے ہونہار طالب علم رانا توفیق احمد خاں نے جمعیۃ کے پروگرام سے متاثر ہو کر اپنے ساتھیوں رانا ظہیر احمد اور رانا سعید احمد خان اور دیگر ساتھیوں سمیت جمعیۃ طلباءِ اسلام میں شمولیت کا اعلان کیا۔

اکبری صاحب!

مبارک باد قبول فرمایئے۔

گذشتہ روز جمعیۃ طلباءِ اسلام پاکستان کے سابق مرکزی صدر جناب عبدالحکیم اکبری صاحب کی شادی بخیر و خوبی انجام پائی۔ جمعیۃ طلباءِ اسلام کے مختلف حلقوں کی طرف سے مبارکباد کے خطوط وصول ہو رہے ہیں جن میں اکبری صاحب کو مبارکباد کے ساتھ نیک تمناؤں کا اظہار کیا گیا ہے۔ دریں اثنا جمعیۃ کے مرکزی راہنماؤں نے بھی ایک پیغام کے ذریعے جناب عبدالحکیم اکبری صاحب کو مبارکباد دی ہے اور نیک تمناؤں کا اظہار کیا ہے۔

حافظ آباد کی جمعیۃ کے

کارکن کو صدمہ:

گذشتہ دنوں جمعیۃ طلباءِ اسلام حافظ آباد کے ناظم نشریات سیف اللہ خالد کے چچا حاجی غلام نبی صاحب قضاء الٰہی سے وفات پا گئے۔ جمعیۃ کے مرکزی اور صوبائی راہنماؤں نے ایک پیغام کے ذریعے سیف اللہ خالد سے اظہار ہمدردی کرتے ہوئے مرحوم کی بخشش کے لئے دعا کی ہے۔

شمولیت (کبیر والہ)

جمعیۃ طلباءِ اسلام تحصیل کبیر والہ کے کارکنوں کا ایک اجلاس زیر صدارت راؤ ارشاد علی منعقد ہوا جس سے جناب عبدالقادر راؤ اور بشیر احمد کشمیری نے خطاب کرتے ہوئے جمعیت کے اغراض و مقاصد پر تفصیل سے روشنی ڈالی جمعیۃ کے پروگرام سے متاثر ہو کر گورنمنٹ اسلامیہ انٹر کالج کے درج ذیل ساتھیوں نے باقاعدہ شمولیت کا اعلان کیا:-

راؤ ارشاد علی سیکنڈ ایئر۔ بشیر احمد۔ امان اللہ تھیم۔ مقبول احمد۔ محمد اختر۔ مرید حسین۔ محمد صادق چدھڑ۔ خضر حیات۔ محمد عرفان۔ مختار احمد۔ آخر میں گورنمنٹ اسلامیہ کالج کے یونٹ کا انتخاب عمل میں لایا گیا۔

صدر	:	راؤ ارشاد علی
نائب صدر	:	عرفان احمد خان
ناظم عمومی	:	محمد صادق چدھڑ
ناظم اول	:	محمد امان اللہ خاں تھیم
ناظم دوم	:	محمد حنیف خان
ناظم نشریات	:	اشفاق احمد خان

عزم نو کے سلسلہ میں دورہ

"عزم نو" کے مدیر جناب جاوید اقبال ۳ اپریل سے ۶ اپریل تک ضلع ملتان اور ۷ سے ۹ اپریل تک ضلع رحیم یار خان کا تفصیلی دورہ کریں گے۔ انکا یہ پروگرام "عزم نو" کی زیادہ سے زیادہ اشاعت کے سلسلے میں ہے۔ احباب بھرپور تعاون فرما کر مشکور فرمائیں

(میاں محمد عارف)

ایڈیٹر کے نام......

روشنی کا انتظام کیا جائے:

مکرمی!

ہم آپ کے موقر جریدے کی وساطت سے اپنی مشکلات ڈیرہ کی میونسپل کمیٹی تک پہنچانا چاہتے ہیں۔

۱۔ ڈیرہ اسمٰعیل خان کے مشہور روڈ سرکلر روڈ پر رات کے وقت روشنی کا کوئی تسلی بخش انتظام نہیں۔ گذشتہ بارشوں کی وجہ سے کھمبوں پر لگے ہوئے بجلی کے راڈ فیوز ہو چکے ہیں۔ دو ہفتے گذر چکے ہیں کمیٹی انتظامیہ نے کوئی کارروائی نہیں کی۔

۲۔ صرافہ بازار جو کہ شہر ڈیرہ کا بارونق بازار ہے اس بازار میں مرکری کا ایک ہی بلب تھا جو ٹوٹ گیا اور اس وقت بازار میں اندھیرا ہی اندھیرا رہتا ہے کمیٹی نے اس کے بارے میں کچھ بھی نہیں کیا۔

۳۔ ڈیرہ اسمٰعیل خان کی سڑکوں کی حالت بہت ناگفتہ بہ ہے خاص طور پر دریا کو جانے والی سڑک نہایت خستہ حال ہے۔

انتظامیہ سے اپیل ہے کہ تمام سٹریٹ لائٹس دوبارہ لگائی جائیں اور ڈیرہ میں ٹوٹی ہوئی سڑکوں کو مرمت کیا جائے یا تعمیر نو کی جائے۔

محمد زماں صراف
فیض محمد صراف } صرافہ بازار

انڈس ٹریول سروس
افغان ٹریول پی آئی اے } سرکلر روڈ
ڈیرہ اسمٰعیل خان

تحقیقات کرائی جائے:

مکرمی!

گذشتہ دنوں جمعیت علماءِ اسلام اور پاکستان قومی تحریک ملتان کے مزدور لیڈر جناب عطا اللہ ملک کو کچہری سے واپسی پر تحصیلدار نے بغیر نوٹس اور وارنٹ کے حسین آگاہی میں گرفتار کر لیا جبکہ کچہری میں کچھ لوگوں نے یہ دھمکی دی تھی کہ ملک صاحب یا تو آپ ٹھیک ہو جائیں ورنہ ہم ٹھیک کر دیں گے۔ احتجاج کے بعد جبکہ اگلے دن ان کی کچہری میں پیشی تھی رہا کر دیئے گئے اور پھر شام کو ان کے صاحبزادے ناصر کو اغوا کرنے کی ناکام کوشش کی گئی۔

ہم حکومت سے پُرزور اپیل کرتے ہیں کہ اس واقعہ کی جلد تحقیقات کرائی جائے اور آئندہ ایسے واقعات کا سدباب کیا جائے۔

ظفر اقبال قریشی
اور دیگر افراد خانیوال

سکولوں میں قرا حضرات تعینات کئے جائیں:

مکرمی!

آپ کے موقر جریدہ کی وساطت سے حکومت کی توجہ اس طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں کہ مفتی صاحب نے اپنی وزارت سرحد کے دوران صوبہ سرحد کے سکولوں میں معلم اسلامیات اور قرا حضرات تعینات کئے تھے۔ اس وقت کے جو ہائی اور مڈل سکولوں میں تمام اسامیاں پُر کر دی گئی تھیں۔

لیکن مفتی صاحب کی وزارت کے بعد جو سکول مڈل یا ہائی ہوئے ہیں ان میں ان دونوں پوسٹوں کے لئے بجٹ نہیں رکھا گیا۔ اس لئے حکام سے التماس ہے ان سکولوں میں معلم اسلامیات اور قرا تعینات کرنے کا حکم صادر فرمایا جائے نیز قرا اور معلم اسلامیات کو انگلش اساتذہ کے برابر گریڈ دیا جائے۔

عبدالصبور صابر
ایبٹ آباد
ہزارہ

شکر گڑھ سے ایک خط:

مکرمی!

گذارش ہے کہ آپ کے ہفت روزہ ترجمان اسلام" میں ۱۰ فروری کو سید عبدالمجید ندیم صاحب کا جو دورہ شکر گڑھ شائع ہوا ہے سید عبدالمجید ندیم شاہ صاحب مدظلہ ۲۲ جنوری کو شکر گڑھ جمعیت علماءِ اسلام کے آفس سیکریٹری شکر گڑھ حافظ محمد ناصر کے گھر سیدھے تشریف لائے اور وہاں فاروق سلطان کی صدارت میں اجتماع ہوا اور جمعیۃ علماءِ اسلام کے کارکنوں نے اسٹیشن پر سید عبدالمجید ندیم صاحب کا استقبال بھی کیا۔ میں بحیثیت جنرل سیکریٹری تنظیم القاسم" اہل سنت والجماعت شکر گڑھ آپ کی توجہ اصل حقائق پر دلوانا ضروری سمجھتا ہوں۔

۲۱ جنوری کو میں تنظیم القاسم" کے پلیٹ فارم سے سید عبدالمجید ندیم شاہ صاحب کو لینے کے لئے لاہور دفتر جمعیۃ علماءِ اسلام چوک رنگ محل پہنچا اور دوسرے دن شاہ صاحب کو لے کر چار بجے والی گاڑی سے شکر گڑھ اسٹیشن پر پہنچا۔ اسٹیشن پر موجود مولانا امداد الحسن نعمانی خطیب جامع مسجد دھوبی گھاٹ فیصل آباد صدر تنظیم عبدالجبار صاحب جوائنٹ سیکریٹری محبوب احمد صاحب نائب صدر حافظ محمد عبید اللہ صاحب اور دوسرے ساتھیوں نے ندیم صاحب کا استقبال کیا۔ وہاں سے حافظ طاہر ناصر صاحب نے اصرار کیا کہ چائے وغیرہ میرے گھر ہو جائے شاہ صاحب چائے پی کر سیدھے مسجد حنفیہ میں چلے گئے۔ رات بعد از نماز عشاء جلسہ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے موضوع پر شروع ہوا جس میں سید سلمان گیلانی نے اپنا کلام سنایا۔ شکر گڑھ میں شاہ صاحب کی آمد اور ۲۲ جنوری کو مسجد حنفیہ میں جلسہ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں خطاب یہ تمام کام زیر اہتمام تنظیم القاسم اہل سنت والجماعت شکر گڑھ ہوا جو مولانا قاسم نانوتوی صاحب کی یاد

میں بنائی گئی ہے۔

لہٰذا میں بذریعہ خط درخواست کرتا ہوں کہ یہ وضاحتی بیان ترجمان اسلام میں شائع فرما کر مقامی ساتھیوں کی دلجوئی فرمائیں۔

خاکپائے اکابر

شیخ محمد شاہد سرگودھا

تحفظ مسلک علماء دیوبند

مکرمی!

مرکزی مجلس العلماء پاکستان نے اشاعت اسلام تحفظ مسلک علماء دیوبند اور اکابر علماء دیوبند کی خدمات کو خراج عقیدت پیش کرنے کے لئے مثبت خطوط پر کام کرنے کا پروگرام بنایا ہے۔ اس سلسلہ کا پہلا پروگرام حکیم الامۃ مولانا محمد اشرف علی صاحب تھانوی رح کی علمی، سیاسی اور روحانی خدمات سے عامۃ المسلمین کو روشناس کرانے کے لئے بنایا گیا ہے۔

اس پروگرام کے مطابق ۲۸-۲۹-۳۰ اپریل ۷۸ء بروز جمعہ، ہفتہ اور اتوار کو جناح ہال لاہور میں ایک ۳ روزہ عظیم الشان کانفرنس منعقد ہو رہی ہے جس میں مولانا مفتی محمود، مولانا شمس الحق افغانی، مولانا عبدالحق حقانی، مولانا غلام ارشد خان۔ مولانا تقی عثمانی، مولانا عبیداللہ انور، مولانا عبیداللہ مہتمم جامعہ اشرفیہ، مولانا تاج محمود، مولانا سعید الرحمٰن راولپنڈی اور ملک کے تمام جید علماء و خطباء کرام اور پاکستان بھر کے عظیم دانشور حضرت تھانوی رح کی خدمات کے سلسلے میں متعدد عنوانات پر تقاریر فرمائیں گے اور مقالے پڑھیں گے۔ مشہور شعراء منظوم ہدیۂ عقیدت پیش کریں گے۔

آپ سے گذارش ہے کہ اپنے موقر جریدے میں اس پروگرام کو شامل اشاعت فرما کر شکریہ کا موقع دیں۔

خادم العلماء

عبدالرؤف فاروقی

مرکزی مجلس العلماء پاکستان

۱۸۲- انار کلی، لاہور

علمائے اہلحدیث کو نمائندگی دی جائے

مکرمی!

میں آپ کے موقر جریدے کی وساطت سے چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر جنرل محمد ضیاء الحق صاحب سے اپیل کرتا ہوں کہ اسلامی مشاورتی کونسل میں مسلک اہل حدیث کے علماء کو بھی نمائندگی دی جائے تاکہ اس ملک میں جلد از جلد اسلامی نظام نافذ کیا جا سکے۔

محمد نوید شیخ

چوک ناخدا، لاہور

پانی اور گندگی کا مسئلہ

حیدرآباد کی اکثر آبادی نلکوں میں پانی نہ ہونے کے باعث باہر سے پانی بھرنے پر مجبور ہے۔ سڑکوں پر غلاظت کے جا بجا ڈھیر ہیں۔ اکثر سڑکیں ناکارہ ہو چکی ہیں۔

مذکورہ ہر دو مسائل یہاں کے شہریوں کے لئے بڑا مسئلہ بنے ہوئے ہیں۔ میں آپ کے موقر جریدے کی وساطت سے مقامی انتظامیہ سے اپیل کرتا ہوں ازراہ انسانی ہمدردی مذکورہ بالا مسائل پر توجہ فرمائیں۔

عبدالرشید قریشی، حیدرآباد

جناب چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر کی خدمت میں

مکرمی!

سال ۱۹۵۳ء میں سابقہ ریاست بہاولپور میں تنظیم مکاتب کا اجراء کیا۔ معلمین مکاتب کو پرائمری نصاب کے ساتھ دینی تعلیم ناظرہ قرآن کریم بھی پڑھانے کا ذمہ دار ٹھہرایا گیا اور تعلیمی استعداد کی رو سے مبلغ -/۲۰، -/۳۰، -/۴۰ روپے مشاہرہ مقرر ہوا۔ اس کے علاوہ عوام بھی اتنی ہی امداد کر دیتے تھے جو آجکل بند ہو گئی ہے۔ اس تنظیم مکاتب پروگرام کی روشنی میں حکومت مغربی پاکستان نے پنجاب کے مختلف اضلاع میں سال ۱۹۶۷ء/۱۹۶۸ء میں تقریباً ۶۶۱ تعدادی مکاتب کا اجرا کیا جن کے معلمین کو صرف مبلغ -/۵۰ روپے مشاہرہ گورنمنٹ اور مبلغ -/۵۰ روپے ڈسٹرکٹ کونسل دیتی تھی جو اب بجائے ڈسٹرکٹ کونسل کے پیپلز ورکس کونسل دیتی ہے۔ ہمیں حکومت پنجاب نے سال ۷۵ء میں کمال مہربانی سے مجوزہ مشاہرہ کے ساتھ مبلغ -/۵۵ روپے مہنگائی الاؤنس دیا جانا منظور کیا اور اس طرح ہمیں مبلغ -/۲۰ + -/۵۵ = -/۷۵، -/۳۰ + -/۵۵ = -/۸۵ روپے اور مبلغ -/۴۰ + -/۵۵ = -/۹۵ روپے مشاہرہ مل رہا ہے حالانکہ ہم ہر لحاظ سے مہنگائی الاؤنس یعنی مبلغ -/۱۱۰ روپے ماہوار کے علاوہ اصل مشاہرہ کے مستحق اور حقدار ہیں جبکہ ہمیں اور کوئی امداد نہیں مل رہی۔ ان ایام قحط اور گرانی میں آپ خود اندازہ فرما سکتے ہیں کہ ہماری گذر اوقات کیا ہو گی۔ بصد مشکل ہمہ تن درحرج کار رشتہ قائم کئے ہوئے ہیں حضور! انصاف فرمائیے کیونکہ پرائمری سکولوں کے اساتذہ صرف دنیاوی تعلیم دے کر سکیل ۶ اور مسجد کا امام سکیل ۹ اور موذن سکیل ۴ حاصل کر رہے ہیں۔ کیا یہ قرین انصاف ہے؟

ذرا توجہ فرمائیے۔ سابقہ حکومت نے ہر طبقہ کو سکیل دیئے مگر ہم پر کسی فرد کی نظر کرم نہ پڑی جبکہ ہم بار بار اپنے مفلوس الحال کی طرف توجہ مبذول کراتے رہے ہیں۔

پس ہمیں بھی باقاعدہ عام اساتذہ کی طرح سکیل ۶ دیا جائے کیونکہ ہم بھی درسی معلمین کے ساتھ ساتھ میٹرک پاس، ایف۔اے، بی۔اے، فاضل پی۔ٹی۔سی اساتذہ بھی تعینات ہیں اور اس آس امید پر کام کرتے چلے آ رہے ہیں کہ کبھی تو ہم غریبوں پر نظر کرم پڑیگی۔ سابقہ حکومت نے پرائیویٹ اداروں کو نیشنلائز کیا تو ان کے درسی معلمین کے لئے سکیل ۶ اسی محکمہ اوقاف کے امام صاحبان کے لئے سکیل ۹ اور مؤذن کے لئے سکیل ۴ منظور کئے۔ اس کی روشنی میں جناب ڈائریکٹر صاحب ایجوکیشن بہاولپور نے چٹھی نمبر ۵ - G - X/۲۸۱۴ مورخہ ۷۶-۵-۲۰ برائے سال ۱۹۷۶ء/۱۹۷۷ء S.N.E بجٹ مرتب کر کے فنانس ڈیپارٹمنٹ میں ارسال کیا۔ اس طرح ہمیں اسکیل ۵ کی ابتدائی تنخواہ مبلغ -/۱۵۰ روپے علاوہ مہنگائی الاؤنس فکس (Fix) دیا جانے کی سفارش کی جو آج تک خبر نہیں کس گوشۂ عافیت میں محو خرام ہے۔ اس کے علاوہ ہم ہزارہا درخواستیں سابق وزیراعظم، وفاقی وزیر خزانہ، وفاقی وزیر تعلیم، صوبائی گورنر اور وزیر تعلیم کی خدمت میں ارسال کر چکے ہیں جس کے جواب سے محروم رہے ہیں۔

ہم مستدعی ہیں کہ ہم غریبوں معلمین تنظیم مکاتب بہاولپور کو کم از کم سکیل ۵ عطا فرما کر ہمیں بھی اس دنیا میں زندگی جینے کا حق دیا جائے۔ جناب والا! ہم امید ...